آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے | لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

Digitized by Khilafat Library

جلد ۱۳ | بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۴ء مطابق شوال ۱۳۳۲ھ | نمبر ۹

چندہ سالانہ عام عا طلباء سے عہ

فہرست مضامین

حضرت احمد کی پیشگوئیاں ۳۲۳-۳۴۷
بائیبل میں سزائے موت ۳۴۷-۳۴۹
دشمنوں کے متعلق بائیبل کے احکام ۳۴۹-۳۵۰
اسلام کی ترقی ایک مسیح کے الفاظ میں ۳۵۰-۳۵۳
مراسلت ۳۵۳-۳۵۴
سلسلۂ تبلیغ ۳۵۵-۳۵۶
ماہوار رپورٹ ۳۵۷- ریویو ۳۵۸
حضرت مسیح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی ۳۵۹-۳۶۰
گوشوارہ ۳۶۱-۳۶۲

پارہ الٓمّٓ (اوّل)

قاعدہ یسّرنا القرآن ختم کرنے کے بعد بچّوں کی سہولت کے لیئے قاعدہ کی تقطیع اور خط کے مطابق چھپایا گیا ہے جس پر قاعدہ کی طرح بچّے نہایت آسانی سے سبق پڑھ سکتے ہیں عمدہ خوشخط اور موٹے حروف میں ہے قیمت ۱/ ہے۔ جو احباب اپنے بچّوں کے لیئے منگانا چاہیں ۱/ کے ٹکٹ بھیجکر یا بذریعہ وی۔پی مینیجر رسالہ ریویو قادیان سے طلب کریں وی۔پی کے ذریعہ ۳/ صرف ہونگے۔

شرح اُجرت اشتہارات رسالہ ریویو آف ریلیجنز

میعاد	پورا صفحہ انگریزی	پورا صفحہ اُردو	نصف صفحہ انگریزی	نصف صفحہ اُردو	چوتھائی صفحہ انگریزی	چوتھائی صفحہ اُردو	ایک سطر انگریزی	ایک سطر اُردو
سالانہ	للعہ	للعہ	صعہ	صعہ	صعہ	صعہ	ہے/	ہے/
ششماہی	صعہ	صعہ	صعہ	صعہ	عہ	عہ	۱۲/ عہ	۱۲/ عہ
سہ ماہی	صعہ	صعہ	عہ	عہ	سہ/	سہ/	عہ/	حہ/
ایک دفعہ	ہے/	ہے/	للعہ/	للعہ/	ہے/	ہے/	۸/	۸/

تمام درخواستیں بنام مینیجر میگزین قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہیئیں

ڈاکٹر کی ہدایت

ہر ایک قسم کے بخار کیلیئے باٹلی والا کا بخار کا عرق اور گولیاں استعمال کرنی چاہیئے قیمت عہ/ باٹلی والا کی مقوّی گولیاں ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ دق کے ابتدائی عوارض اور بدہضمی کیلیئے بہت مفید ہیں قیمت عہ/ باٹلی والا کا دانتوں کا منجن نہایت مفید قیمت ۳/ باٹلی والا کی مرہم۔ داد پھوڑے پھنسیوں کو ایک دن میں آرام ہو جاتا ہے قیمت ۴/ یہ تمام بڑے بڑے دوائی فروشوں سے یا براہ راست ڈاکٹر ایچ۔ ایل باٹلی والا۔ جے پی دار لی لبوٹیری۔ دادر بمبئی سے مل سکتی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

احمدؑ کی پیشگوئیاں نمبر (۳)

آپ کی پیشگوئی اپنی عمر کے متعلق

جس طرح سے کہ ایک کھرا روپیہ چاہتا ہے کہ کوئی نقاد ہو جو کھرے کھوٹے سے جدا کردے جس طرح ایک بے جرم ہیرا چاہتا ہے کہ کوئی کامل جوہری ہو جو اسکی قدر کرے اور مناسب قیمت لگ سکے اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ کوئی سچے علوم کا جاننے والا ہو جو ہماری باتوں کو پرکھے اور تصدیق کرے اور کوئی حقائق الاشیاء کا سمجھنے والا اور اُن کا ماہر ہو جو اِن کرشموں کو دیکھے اور انپر ایمان لائے۔

ہم نے اپنے پچھلے آرٹیکل میں حضرت احمدؑ کی بعض پیشگوئیوں کا ذکر کرکے اس امر کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا تھا کہ حضرت احمدؑ ایک بندۂ خدا ہونے کی حیثیت سے تو ہماری طرح کے ہی ایک بندہ تھے مگر خدائے تعالیٰ کے ساتھ جو اُن کے تعلقات تھے وہ اُن کو ہم سے بالکل جُدا ثابت کرتے اور اُن کی شان کو نہایت ارفع اور اعلیٰ بتا کر انہیں ایک متمیز مقام پر کھڑا کرتے تھے۔ وہ تھے تو ہماری طرح ہی کے ایک انسان مگر وہ قادر خدا جسپر کوئی دروازہ مسدود نہیں اور جس کی قدرتوں کی کوئی انتہا نہیں اُن کے ساتھ گفتگو کرتا اور اپنے خاص خزانۂ غیب سے انہیں تعلیم دیتا اور اپنے ادب سے اُن کی تادیب فرماتا تھا۔ اُس نے اُن کے لیے ایسے اعلیٰ نشان دکھلائے اور غیب سے اُس نے اُن کے لیئے ایسے اخبار نازل کیے جو بلاشبہ ایسے راز و نیاز پر مشتمل تھے کہ کیا مجال کہ انسانی عقل کو اُن تک رسائی ہو سکے۔ آپ نے

دیکھ لیا۔ کہ ایک وہ وقت تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں تنہائی کی زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ اُسوقت اُن کا کوئی یاور و مددگار نہ تھا۔ قادیان سے باہر کوئی شخص اُن کا واقف کار نہ تھا۔ خود اُس قصبے کے بھی بعض لوگ اُن کی گوشہ گزینی اور الگ تھلگ رہنے کے باعث ان کو جانتے نہ تھے۔ ایسی حالت میں خدا نے اُن کے ساتھ کلام کیا۔ اور اُن کو زمانہ آئندہ کے متعلق ایسے نشان عطا کیئے۔ جن کا پورا کرنا کسی بشر کی طاقت کے اندر نہ تھا۔ یہ نشانات اپنی اہمیت کے لحاظ سے تو بے نظیر تھے ہی اور تمام فہمیدہ اور ارباب عقل و دانش لوگ بھی جانتے تھے کہ قوائے بشریہ کا ان نشانات کے وقوع کے لیئے اسباب بہم پہنچانے کے لیئے نامناسب ہونا تو درکنار رہا یہ بات من کل الوجوہ برتر از وہم و گمان ہے کہ اس طرح ہو۔ اس سے بڑھکر ایک اور بات بھی غور طلب ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نہ صرف سالہا سال پہلے غیر متوقع مگر غیر منصرف واقعات کے پیش آنے کی اطلاع دی بلکہ اسکے ساتھ ہی اپنی لمبی عمر پانے کی پیشگوئی بھی فرمادی اور علی الاعلان بتادیا کہ اُس کا اِس دنیائے فانی سے انقطاع نہیں ہوگا جب تک کہ وہ تمام واقعات جن کا پچھلے آرٹیکل میں ذکر آچکا ہے علیٰ وجہ الاتم مُنصّہٴ ظہور میں نہ آجاویں بے تعداد لوگوں کا دُور دراز مقامات سے حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت اور اسکے فیضان سے علیٰ وجہ الاتم بہرہ ور ہونے کے لیئے آنا۔ کثرتِ آمد و رفت کے باعث قادیان کی سڑک پر گڑھے پڑ پڑ جانا۔ حضرت احمدؑ کے نام کا آفتاب نصف النہار کیطرح آسمان شہرت پر جلوہ افروز ہونا۔ مختلف الخیال۔ مختلف العقائد۔ مختلف القوم اور مختلف المقام لوگوں کا قادیان میں ایک جگہ جمع ہوکر یک دل ہو جانا اور اپنی اپنی بولی میں ایک ہی وقت میں اپنے اپنے مطالب کا ادا کرتے ہوئے سُنائی دینا بے انت روپے کا قادیان کو کھینچکر چلے آنا وغیرہ وغیرہ ایسے امور تھے کہ ان کے پورا ہونے کے لیئے ایک مُدت مدید اور زمانہ طویل درکار تھا۔ یہ ہو نہیں سکتا تھا۔ کہ دنیا بھر کے لوگوں کا رجوع چند ہی روز میں اُس کی طرف ہو جاوے۔ یہ غیر ممکن تھا۔ کہ ایسا آدمی جس کو اپنے شہر کے بعض باشندے بھی نہیں جانتے جو کوئی جنٹلمین نہیں۔ تاجر نہیں۔ وکیل نہیں یقننٹ نہیں۔ بلکہ ایک معمولی آدمی ہے اور ایک تنگ و تاریک مکان میں مجردانہ زندگی بسر کرنے کا عادی۔ چند سالوں ہی میں دنیا

بھر میں مشہور ہو جاوے۔ اور یہ بات بالکل بعید از عقل و قیاس تھی کہ وہ تمام حیرت انگیز واقعات جن کے سبب سے زمانے میں ایک عظیم الشان تغیر اور انقلاب آنے والا تھا تھوڑے سے سالوں تک پیش آوینگے۔ پس یہ ضروری تھا کہ اُس حیرت انگیز انسان کو جس نے ایسے حیرت انگیز امور کے چہرے سے سالہا سال پہلے ایسے وقت میں نقاب اُتار دیا تھا جبکہ اُن کا وقوع میں آنا کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا اُن امور کی اشاعت کے بعد لمبا زمانہ ملتا۔ تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے اپنی پیشگوئیوں کو پورا ہوتا دیکھ لیتا۔ کون نہیں جانتا۔ کہ ہر ایک چیز کا ایک نہ ایک موسم ضرور ہوتا ہے۔ پر کیا موت کا بھی کوئی وقت ہے؟ کیا کوئی موت سے بچنے کے لیئے پیش بندی کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ ہر وقت آسکتی ہے اور یہ کسی وقت آجاتی ہے۔ جس طرح کہ اس کا بے رحم ہاتھ کُل معصوم بچے کو اپنی سختی کا شکار بنا سکتا ہے۔ جس طرح کہ اس کا زبردست شکنجہ ایک زبردست جوان پہلتن کو پیسکر عہن منفوش کی طرح کر دیتا ہے۔ اسی طرح اس کا سر دھری سے بھرا ہاتھ ایک جہاندیدہ انسان کے ساتھ اپنی فطرت کے موافق سلوک کرنے سے نہیں چوکتا۔ پھر کسطرح ممکن ہو سکتا تھا۔ کہ حضرت احمد اپنی موت کو روکے رکھتا۔ جب تک کہ خدا کے مُنہ کی ہر ایک بات جو اس کی زندگی کے متعلق تھی پوری نہ ہو لیتی۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ وہ خود کچھ نہ بولتا تھا صرف خدا کے بُلائے بولتا تھا؟۔

ہاں صرف یہی نہیں تھا۔ کہ وہ پیشگوئیاں صرف ایسے واقعات کی خبر دیتی تھیں جن کا سالہا سال کے بعد ظہور ہونا تھا بلکہ وہ ایسے کٹھن اور مشکل اور اہم باتوں پر مشتمل تھیں جن کا پورا کرنا حضرت احمد ایسے ناتوان انسان تو کیا کسی بشر کی طاقت ہی میں نہ تھا۔ دیکھو۔ ایک طرف یہ بیان کہ میری مخالفت ہوگی۔ میرے استیصال کے لیئے اور میری ہستی کو مٹانے کے لیئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جاویگا۔ لوگوں کو بدظن کرنے اور انکو میرے برخلاف بھڑکانے کے لیئے روپیہ پانی کی طرح بہایا جاویگا اور لہو پانی ایک کر دیا جاویگا۔ اپنے بیگانے اور بیگانے دشمن ہو جاوینگے۔ اور دوسری طرف یہ بیان کہ خدا زور آور حملوں سے میری مدد کریگا۔ وہ باوجود سخت سے سخت مخالفت کے لوگوں کے

قلوب کو میری طرف پھیر دیگا۔ باوجود اسکے کہ میری بربادی کے لیئے اپنے بیگانے اپنا سارا زور لگا دیوینگے مگر میرا مولیٰ میری حفاظت کرے گا اور میرا بال بینکا نہ ہونے دے گا۔ کیا یہ امور جو ایک دوسرے کی ضد ہیں اور جن کا اظہار ایک ایسے وقت میں کیا گیا تھا۔ جبکہ حضرت احمدؑ کی کس مپرسی اور ناتوانی کی حالت کو دیکھکر ایک سُننے والا ان باتوں کو ایک مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہ دے سکتا تھا لفظ بلفظ پوری ہو جانے پر خدا کی ہستی کا ثبوت نہیں ملتا اور حضرت احمدؑ کا وہ تعلق آشکارا نہیں ہو جاتا جو وہ خدا کے ساتھ رکھنے کے مدعی تھے؟

اگرچہ الہامات مذکورہ سے صاف نکلتا تھا۔ کہ حضرت احمدؑ ایک لمبی عمر پائیں گے اور کسی اور وضاحت کی ضرورت نہ تھی۔ مگر خداوند کریم نے پسند نہ فرمایا کہ کسی سچائی کا مدار محض قیاسات پر رہے اسلیئے پھر حضرت احمدؑ پر اپنا کلام پاک نازل فرمایا اور یوں حضرتؑ موصوف سے خطاب کیا **یا احمد بارک اللہ فیک**۔ دیکھ۔ **مَیں تیرے کام اور تیری عمر میں برکت دونگا**۔ اور ہم نے دیکھا۔ کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے وعدے کے بموجب اس کی عمر میں برکت دی اور اس کے کام کو نافع للناس بنایا۔ اگرچہ اس کے دشمنوں نے اس کے استیصال و بربادی کی کوششیں کیں۔ اور اسکو تباہ کرنے اور نامراد رکھنے کے لیئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ حکومت کی طرف سے مقدمات بنائے گئے۔ عوام و خواص نے مقدمے کرنے میں ایڑی سے لیکر چوٹی تک زور لگایا۔ لیکن خداوند تعالےٰ نے اپنے مسیح کے مقابلہ میں کسی کی پیش نہ جانے دی اور اپنے وعدوں کے بموجب اس کو دشمنوں کے حملوں سے ہمیشہ محفوظ رکھا۔ اُسپر پھر بڑی بڑی سخت امراض کا بھی ہمیشہ دَورہ رہتا۔ کیونکہ یہ ضرور تھا۔ کہ وہ اپنے محسن اور مطاع مخبر صادق صلعم کی پیشگوئی کے مطابق دو زرد چادریں پہنے رہیں یعنی دو شدید امراض کے اندر مبتلا رہ کر دائم المریض بنے رہیں اور بسا اوقات ان بیماریوں کا دَورہ اس رنگ میں ہوتا۔ کہ تمام خدام اور ڈاکٹر جو ان کی خدمت میں مصروف ہوتے ان کی زیست سے مایوس ہو کر خیال کر بیٹھتے کہ اَب کوئی دم کی بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس لیئے کہ یہ مقدر ہو چکا تھا۔ کہ ملاقی کی

بہبود اور نسل انسانی کی اصلاح کے لیئے اُس سے کارہائے نمایاں کا ظہور ہو۔ اُسکی زندگی کو اُس وقت تک ہر ایک قسم کے خطرے سے محفوظ رکھا گیا جب تک کہ خداوند تعالےٰ نے اپنے تمام وعدے پورے نہ فرما دے۔ اب غور کرو۔ کیا اس سے اللہ کریم کی قدرت اور اُس کی بے حد حکمت اور جلال کا اظہار نہیں ہوتا۔ دیکھو۔ سالہا سال پہلے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اُس نے ایسی باتوں کا اظہار کیا جن کا پورا کرنا اسکے تو کیا۔ کسی بشر کی طاقت ہی میں نہ تھا۔ اور باوجود اسکے کہ اُن باتوں کا پورا کرنا اسکی طاقت سے بالکل باہر تھا۔ تاہم وہ تمام باتیں اپنے اپنے وقت پر آکر ٹھیک اسی طرح پوری بھی ہوگئیں جس طرح اُس نے بتایا تھا۔ پھر جب تک خدا نے اپنے تمام وعدوں کو پورا نہ فرمایا۔ اور جب تک اُس نے اُن تمام باتوں کو پورا ہوتے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیا اس کا اس دنیائے فانی سے انقطاع نہ ہوا۔ اگر یہ اعجاز نہیں تو کیا ہے؟ کیا اپنی عمر پر بھی اس کا کوئی اختیار تھا۔ کیا وہ ملک الموت کو بھی حکم دے سکتا تھا۔ کہ دیکھو جی جب تک پیشگوئی ہائے مندرجہ براہین احمدیہ پوری نہ ہولیں اُسوقت تک میرے نزدیک نہ آنا۔ اور پھر کیا یہ بات اس کی طاقت کے اندر تھی کہ وہ اُن تمام باتوں کو جو ہر طرح سے غیر ممکن معلوم ہوتی تھیں۔ بجنسہٖ پورا کر دکھاتا۔ خود براہین احمدیہ سے جو ابتدائی الہامات کی ایک مخزن ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت احمدؑ کو اُس وقت وہم وگمان بھی نہ تھا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی مسیح ہوں جس کی آمد ثانی کے متعلق مقدس نوشتوں میں ذکر ہے۔ کتاب مذکور یعنی براہین احمدیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اُس وقت اپنے اعتقاد میں پُرانے خیالات کے مسلمانوں سے متفق تھا۔ اور اس کو یقین تھا۔ کہ وہی مسیح جو اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے ہوئے ہیں۔ اور وہاں زندہ موجود ہیں قیامت کے نزدیک دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ وہ ایک سُنّی مسلمان تھا۔ اس لیئے اُن تمام باتوں کو وہ قبول کرتا تھا۔ جن باتوں پر پُرانے خیالات کے مسلمانوں کا ایمان تھا۔ اور وہ اپنے اسی اعتقاد اور خیال پر قائم رہا جب تک کہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ بلاواسطہ تعلق اور مکالمہ اور مخاطبہ نے اس عقیدہ کی غلطی کو اُس پر ظاہر نہ کردیا۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت احمدؑ نے براہین احمدیہ میں یہ بیان کیا۔ کہ مسیح

ناصریؑ زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔ اور پھر آخر ایام میں زمین پر اُسی کا نزول ہوگا۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضرت احمدؑ کتاب براہین احمدیہ کی طبع کے وقت قطعاً بے خبر تھے۔ کہ مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی اُن کی اپنی ذات میں پوری ہونی ہے۔ براہین احمدیہ میں ایک طرف تو مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی کا بار بار تکرار سے مذکور ہونا۔ اور دوسری طرف حضرت احمدؑ کی لاانتہا کامیابیوں اور نہایت ہی شاندار مستقبل کا بیان ہونا۔ اور پھر اُن کے مقابلے پر حضرت احمدؑ کا پرانا اعتقاد رکھنا کہ مسیح ناصری بجسدہ العنصری قیامت کے نزدیک آسمان سے اُتریںگے۔ کیا یہ تمام باتیں ظاہر نہیں کرتیں۔ کہ حضرت احمدؑ اُسوقت مطلقاً نہیں جانتے تھے کہ یہ تمام پیشگوئیاں کس رنگ میں پوری ہونگی؟۔ "معہودہ واقعات کا کسطرح ظہور ہوگا" یہ ایک معمہ تھا۔ جسکو اور تو کیا سمجھ سکتے تھے۔ خود حضرت مسیح موعودؑ جنہوں نے اُن کی خبر دے رکھی تھی اسکے سمجھنے سے قاصر تھے۔ پھر جبکہ مکالمۂ الٰہیہ کا سلسلہ ترقی کرتا گیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر ہر روز نئے نئے امور کا انکشاف کرتے رہے جسکو دنیا کی آنکھ شناخت کرنے کی قابلیت نہ رکھتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوُا۔ کہ ہر ایک تاریکی پسند نکتہ چین کے دل میں یہ تڑپ اور خواہش پیدا ہوئی کہ کسی طرح یہ باتیں پوری نہ ہوں۔ اور اس لیئے حضرت ممدوحؑ کی کامیابی کی راہ میں روڑہ اٹکانے کے لیئے کوئی بات اٹھا نہ رکھی جاوے۔ پھر چونکہ ان الہامات کے ذریعے سے بہت سی ایسی باتیں معلوم ہوتی تھیں جن سے بعض پرانے اعتقادات پر روشنی پڑتی تھی اور عوام کے خیالات کے برعکس قرآن کریم کے معارف اور نکات کا پتہ لگتا تھا۔ اس لیئے بجائے اس کے کہ لوگوں کے دلوں میں اُن کی مقبولیت بڑھتی۔ حق کے دشمنوں کے دلوں میں اُسکی طرف سے نفرت پیدا ہوئی۔ اور بجائے اس کے کہ وہ اسکے ساتھ تعلق اور توصل پیدا کریں اور بھی دُور و مہجور ہوتے گئے۔ ان کی بعض باتوں کو جن کو وہ مدّت سے مانتے چلے آتے تھے۔ اور جو اُن کے اعتقادات میں داخل ہو چکی تھیں صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیئے انکی جڑھوں پر ایک زبردست تبر رکھکر اُن کی سالہا سال کی امیدوں اور تمناؤں کو خاک میں ملا دیا۔ قطع نظر اور باتوں کے اگر ہم اسکے اپنے دعویٰ ہی کو لے لیں۔ جو اس نے اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت کیا تھا۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ صرف یہ دعویٰ ہی ان کے تمام خیالی پلاؤں کے لیئے سم قاتل کا

حکم رکھتا تھا۔ ان کا یہ اعتقاد تھا۔ اور اس اعتقاد پر وہ نہایت وثوق سے جمے ہوئے تھے کہ حضرت مسیحؑ ابھی تک آسمانوں میں زندہ موجود ہیں اور مسیحؑ کی آمد ثانی سے مراد یہی ہے کہ وہی مسیحؑ جن کا آسمانوں کو ۱۹۰۰ سال سے رفع ہوا ہے وہ بجسد عنصری نازل ہونگے۔ ایک لحظہ کے لیئے وہ اس امر کو ماننے کو طیار نہ تھے کہ کبھی کوئی مسیح مسلمانوں کے درمیان سے بھی آسکتا ہے۔ اور اس لیئے اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسیح موعود تبلا کر ان کو اُن کی غلطی کا علم دینا چاہتا تو ممکن نہ تھا کہ اُن کے فتوے تکفیر سے بچ سکتا۔ اور وہ اسے کذاب اور مفتری کے القاب سے ملقب کرنے سے باز رہتے۔ اسی طرح اُن کا یہ بھی اعتقاد تھا۔ کہ مہدی معہود ایک نہایت معرکہ آرا جنگجو افسر کی شکل میں نمودار ہونگے۔ اُن کا کام سوائے اسکے کچھ اور نہ ہوگا کہ وہ جہاں جائیں تلوار کے جوہر دکھائیں۔ اور جبر و اکراہ سے دنیا بھر کے لوگوں سے اسلام منوائیں۔ علاوہ اسکے وہ مانتے تھے کہ مہدیؑ جناب رسالت مآب صلعم کی اولاد میں سے ہونگے۔ اور اس لیئے وہ ہرگز اس امر کے لیئے تیار نہ تھے کہ وہ کسی ایسے مدعی کو قبول کرتے جو حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے نہ ہو۔ ایسی اعتقادات رکھتے ہوئے۔ پھر بھلا یہ کیسے ممکن تھا۔ کہ وہ ایک شخص کو جھٹ پٹ مہدیؑ مان لیں۔ جو ایک مغلوں کے خاندان سے تعلق رکھتا ہو۔ پھر اُن کے خیالات کے بموجب اس کا ظہور مکہ مدینہ یا انکے قریب کے کسی قصبے میں تو نہ ہو بلکہ پنجاب کے ایک گمنام گاؤں کے اندر ہو۔ پھر سب سے بڑی مشکل یہ آپڑی تھی۔ کہ خاتم الانبیاء کے لفظ سے وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ جناب شمس الانبیاءؐ کے بعد کسوت نبوت کسی کو عطا ہی نہ ہو سکتی تھی اور اگر کوئی شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ کذاب اور مفتری ہوگا

ایک طرف تو یہ اعتقادات تھے۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کا یہ بیان تھا۔ کہ یہ غلط ہے کہ مسیحؑ ابھی تک آسمانوں میں زندہ موجود ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کے رُو سے نہ کوئی شخص اس دنیا سے باہر جا سکتا نہ اتنی عمر حاصل کر سکتا اور نہ اتنی مدت بے آب و دانہ اور دوسری ضروریات زندگی پورا کیئے بغیر کسی طرح رہ سکتا ہے۔ وہ مثل دیگر انبیاءؑ فوت ہو چکے ہیں۔ اور آپ کا مزار مقدس بمقام سری نگر (کشمیر) محلہ خان یار میں واقع ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ کوئی مہدی خونی ہوگا اور وہ تلوار کے زور سے دین اسلام کو قائم کریگا۔ بلکہ برعکس اسکے مہدیؑ نہایت ہی صلح جو ہونگے۔ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاوینگے۔ اور نہایت ہی ٹھنڈے دل سے اور محبت اور پیار

سے اسلام کی خوبیوں کو دلائل ساطعہ اور حجج بالغہ کے ذریعے سے ذہن نشین کرا کر اسلام کا غلبہ تمام مذاہب و ادیان باطلہ پر کر دکھائیں گے۔ علیٰ ہذا اُن کا یہ بھی بیان تھا۔ کہ الہام کا دروازہ کبھی بند نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خدائے تعالیٰ اپنے پیارے بندوں سے اب بھی اُسی طرح کلام کر سکتا ہے جسطرح وہ زمانہ ماضی میں کرتا رہا ہے۔ اور اب بھی وہ اپنے مخلص بندوں میں سے کسی کو نبوت عطا کر سکتا ہے۔ جسطرح وہ پہلے اپنی سُنّت کے ماتحت اپنے برگزیدہ بندوں کو نبوت عطا کرتا رہا ہے۔ یہ غلط ہے کہ رسول کریمؐ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ نبوت اور الہام کا دروازہ مسدود نہیں ہوا۔ پر یہ شرط ہے کہ ایسا نبی رسول کریم صلعم کی شریعت کا جوآ اپنی گردن پر اُٹھانے والا ہو۔ وہ نبی تو کہلا سکتا ہے پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ مَیں رسول کریمؐ کے دین میں اصلاح یا ترمیم کرنے یا اپنی کسی نئی شریعت کے رواج دینے کے لیئے آیا ہوں۔ بلکہ وہ صاف اقرار کرنے والا ہوگا۔ کہ مَیں اسی سرتاج انبیاءؑ کے چشمۂ فیض سے فیض یافتہ ہوں۔ اور اُسی کے دبستان کا تربیت یافتہ ہوں۔ اور اُسی کی غلامی کا مجھے فخر حاصل ہے۔

اب چونکہ یہ وہ تعلیم تھی۔ جو عام مسلمانوں کے خیالات اور معتقدات کے بالکل ضد واقع ہوئی تھی۔ اسلیئے کوئی مسلمان اسکو آسانی اور خوشدلی سے قبول کرنے کو طیار نہ تھا۔ اور ایسی تعلیم کا معلم کبھی گمان بھی نہ کر سکتا تھا۔ کہ ایک وقت لاکھوں انسان دوسرے تمام علائق کو چھوڑ کر اس کی طرف کھنچے چلے آویں گے۔ تالیف قلوب تو در کنار رہی برعکس اسکے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم لوگوں کو اور بھی اس کی طرف سے برگشتہ کرتی جاتی تھی اور اُن کے دل میں اسکی طرف سے بہت سے شکوک۔ اور بدظنیاں پیدا کر کے اُن کو اور بھی اُس سے بیزار کرتی جاتی تھی مگر یہاں تک بات رہتی۔ پھر بھی شائد کوئی راہ لوگوں کی نفرت اور بیزاری کو دُور کرنے کی نکل آتی۔ اور رفتہ رفتہ شائد مرورِ زمانہ ہی کوئی صورت تلافی کی پیدا کر دیتا۔ مگر یوں نہیں ہوُا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک قدم اور آگے لیا۔ اور کہا کہ جس مسیح کی آمد کی بابت پہلے نوشتوں میں وعدے ہیں۔ وہ سب پورے ہو چکے ہیں اور آنے والا آ گیا۔ **مَیں ہی وہ مسیح ہوں جسکی آمد کا اسقدر انتظار تھا۔** نہ صرف مسیح ہوں۔ بلکہ مہدی معہود بھی مَیں ہی ہوں اور مَیں کوئی معمولی انسان نہیں ہوں بلکہ خدا کی حکمت بالغہ نے مجھے نبی بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے۔ لوگ آگے ہی جلے بھُنے

بیٹھے تھے۔ وہ دل ہی دل میں کڑھتے اور حضرت مسیح موعودؑ کو شروع اسلام میں رخنہ انداز سمجھتے تھے اس دعوے نے اُن کے آتشِ جوش پر تیل کا کام کیا۔ اور وہ یک بارگی بھڑک اُٹھے۔

آہ! یہ دعویٰ کیا تھا۔ حقیقت میں ہزار ہا مشکلات اور تکالیف کا پیش خیمہ تھا۔ اُس نے ایسی رکاوٹیں پیدا کر دیں کہ جن کا سوائے تائید الٰہی کے کوئی علاج ہی نہ تھا مسلمانوں کیلئے یہ ایک امتحان تھا۔ یا تو وہ اس نئے دعوے کو بلا تامل قبول کر لیتے اور اپنے پرانے اعتقادات کو چھوڑ بیٹھتے یا وہ اپنے معتقدات سے تو وفا کرتے پر اس دعوے کو رد کر دیتے حضرت احمدؑ کے دعاوی کو سچا مان لینے اور اُن کو قبول کر لینے کے لئے حسب ذیل مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

۱۔ ان کا پرانا اعتقاد تھا۔ کہ مسیحؑ آسمانوں کو زندہ اُٹھایا گیا تھا۔ اس اعتقاد کو الوداع کہنا پڑتا تھا۔

۲۔ وہ ہمیشہ سے یہ مانتے چلے آئے تھے۔ کہ مسیح اب تک زندہ موجود ہے۔ اب انہیں ماننا پڑتا تھا۔ کہ وہ مثل دیگر انبیاءؑ کے فوت ہو گئے ہیں۔

۳۔ اُن کا ایمان تھا۔ کہ مسیح فلک الافلاک پر بجسد عنصری رونق افروز ہیں۔ مگر اب بالکل برعکس اسکے ان کو بتایا جاتا تھا کہ وہ ایک قبر کے اندر زمین کے نیچے مدفون ہیں۔

۴۔ پھر اگر بفرض محال وہ یہ بھی مان لیں کہ مسیحؑ قبر کے اندر ہی مدفون ہیں۔ تو پھر قرین قیاس یہ تھا۔ کہ انکا مزار مقدس شام۔ مصر یا عرب کے اندر کسی جگہ ہو۔ پر اب انکو سمجھایا جاتا تھا کہ نہیں۔ انکا مزار اُن ملکوں کے اندر نہیں۔ بلکہ اُن کی قبر ہندوستان میں ہے جہاں وہ دُور دراز سفر اختیار کر کے آئے تھے۔ اور یہ سفر ایسے زمانے میں کیا گیا تھا جبکہ کوئی ریل نہ تھی۔ سڑکیں ایسی باقاعدہ نہ تھیں اور نہ کوئی پسندیدہ انتظام مسافروں کی حفاظت کا تھا۔

۵۔ پھر اُن کی نظر ایک ایسے مہدی پر تھی جو حضرت فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلعم کی اولاد میں سے ہو۔ پر اُن کو اس معاملہ میں بھی ایک چونکا دینے والی بات ہی بتائی گئی۔ اور کہا گیا کہ اسمیں بھی انہوں نے غلطی کھائی ہے۔ آنیوالا مہدی آگیا۔ اور اُس کا خاندان مغلونکا

ایک خاندان کہلاتا ہے۔

۶۔ علیٰ ہذا القیاس اُن کا گمان تھا۔ کہ مہدی ایک نہایت جنگجو بہادر افسر کی شکل میں نمودار ہوگا۔ اور آتے ہی خون کی ندیاں بہادیگا۔ مگر یہاں جو انہوں نے دیکھا۔ وہ اس کے بالکل برعکس تھا۔ مسلمانوں کو کسی جہاد کی ترغیب دینا تو درکنار۔ انہوں نے دیکھا کہ مدعی مہدویت نے تو ایک عام فتویٰ دے دیا کہ اب تمام مذہبی جنگ حرام ہیں۔

۷۔ پھر یہ بات تو کبھی اُن کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتی تھی۔ کہ ہندوستان میں مہدی کا نزول ہوسکتا ہے۔ اسلیئے مدعی مہدویت کا پنجاب میں نمودار ہونا ہی ان کے خیال میں اسکے تمام دعاوی کو غلط ثابت کرنے کے لیئے کافی تھا۔

۸۔ پھر انکا خیال تھا کہ مسیحؑ کا نزول آسمان سے ہوگا۔ اور وہ پہلے پہل دمشق کے ایک مینارے پر اُتریں گے پر اس مدعی کو انہوں نے دیکھا۔ کہ پنجاب کے ایک گمنام گاؤں میں پیدا ہوا۔ آسمان سے اُتر کر دمشق کے ایک مینارے پر آنیکا تو ذکر ہی کیا؟۔

۹۔ یہ بھی انکو بتایا جاتا تھا۔ کہ مسیحؑ اور ہیں اور مہدی اور ہیں۔ اور وہ دو علیحدہ علیحدہ شخص ہونگے۔ مگر یہاں انہوں نے دیکھا مدعی مسیحیت اور مہدویت ایک ہی شخص دونوں کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ مَیں ہی مسیح ہوں اور مَیں ہی مہدی اور از روئے لا مھدی الا عیسیٰ۔ مہدی اور مسیح دو علیحدہ علیحدہ آدمی نہیں ہوسکتے۔

۱۰۔ وہ یہ بھی یقین کرتے تھے۔ کہ نبوت اور الہام کا دروازہ مسدود ہوچکا ہے۔ لہٰذا ان کا خیال تھا۔ کہ اگر کوئی نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ سخت مردود محروم ضالّ مُضِلّ ہے لیکن وہ یہ دیکھکر حیران ہوئے کہ حضرت احمدؑ تو صاف صاف الفاظ میں نہایت وضاحت سے بیان کرتا ہے۔ کہ مَیں نبی ہوں۔ ہاں مَیں نبی ہوں اور یہ نبوت مجھ پر خدا کا احسان ہے۔

سوچنے پر بیس ایک اور ایسی باتیں مل سکتی ہیں۔ جنہیں حضرت احمدؑ کے دعاوی

تو کچھ اور پیش کرتے ہیں۔ اور عوام مسلمانوں کے اعتقاد کچھ اور ہی بتا رہے ہیں اور انکے درمیان پھر اتنا فرق ہے کہ سینکڑوں فرسنگوں کا فاصلہ معلوم ہوتا ہے۔ ایسی حالات کی موجودگی میں پھر کیا یہ ممکن تھا۔ کہ حضرت احمدؑ کو بغیر خاص تائید الٰہی کے کوئی کامیابی حاصل ہو سکے؟ کامیابی کے قرائن تو بظاہر کوئی نہ معلوم ہوتے تھے۔ پر خدا کے کام نیارے ہیں۔ اُس نے زبردست نشانات سے اپنی باتوں کو سچّا کر دکھایا۔ اور اگرچہ مخالفین نے لوگوں کو اسکے دعاوی کے ماننے سے روکنے کیلئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی پر خدا نے ان کی ایک نہ چلنے دی اور نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ ہر طرف سے لوگ جوق درجوق آنے شروع ہو گئے۔ اس طرح سے خدا کی وہ بات پوری ہوئی۔ جو حضرت احمدؑ نے سالہا سال پہلے شائع کی ہوئی تھی۔ اور جس کی اشاعت ایسے وقت میں ہوئی تھی۔ جبکہ حضرت ممدوحؑ کو سوائے آپکے چند رشتہ داروں اور ہمسایوں کے کوئی نہ جانتا تھا۔ اور یہ خدا ہی کا کام تھا۔ کہ اُس نے ان پیشگوئیوں کو پورا کر دکھایا۔ ورنہ کون کہہ سکتا تھا۔ کہ ایک دن ایسا واقع ہو جاوے گا۔ کیا یہ ایک کرامت نہیں ہے کہ دعاوی تو سب کے سب ایسے ہوں۔ کہ جنکا پورا ہونا ہر ایک کو ایک امر موہوم معلوم ہو۔ پر جس وقت وہ پورے ہونے کو آئیں تو لفظ بہ لفظ پورے ہو کر رہیں۔ مثال کے طور پر اگر ہم اسکی ایک پیشگوئی کو لے لیں۔ کہ تمام اطراف سے لوگ منقطع ہو کر میری طرف ہزاروں کی تعداد میں آیا کرینگے اور پھر اسکے مقابل پر ہم اسکے اُن دعاوی کو رکھیں جن کا یقینی نتیجہ یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ دوسروں کے دلوں کو اپنی طرف پھیرنا تو درکنار ان لوگوں کے دلوں میں بھی اپنی طرف سے نفرت پیدا کر دی جو کسی طرح آپ کے ساتھ وابستہ تھے اور پھر ہم اپنے خیالات کے برخلاف نہایت ہی تسلّی بخش نتائج مترتب ہوتے دیکھیں تو ہم کو حضرت احمدؑ کی صداقت کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ ایک مفتری سے یہ کبھی توقع نہیں ہو سکتی کہ پیشگوئی تو رجوع خلائق کی کرے اور پھر خود ہی ایسی باتیں کرنے لگ جاوے جس سے اسکی کامیابی کی راہ میں ہزارہا مشکلات پیدا ہو جاویں اسکی تو ہر طرح سے یہ کوشش ہو گی کہ کسی طرح عوام و خواص میں ہر دلعزیزی پیدا ہو جاوے اور سب کو اپنا ہم خیال بنا کر کسی طرح ہیں اپنا

اُنکو سیدھا کرلوں نہ یہ کہ اُلٹا ہیں اور بھی ان کو بیزار کردوں - معزز ناظرین کو نہایت ہی آسانی سے پتہ لگ سکتا ہے کہ اگرچہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم تو ایسی تھی - کہ جسکو مسلمان لوگ ماننا تو درکنار سُننا بھی گوارا نہ کر سکتے تھے - تاہم آپ کے وہ الفاظ جنمیں آپ نے اپنی شہرت - مقبولیت اور شاندار مستقبل کی پیشگوئی کی ہوئی تھی لفظ بہ لفظ پورے ہو گئے - نہ صرف یہ بلکہ کسی مخفی طاقت نے زور سے لوگوں کے دلوں کو کھینچکر آپ کی طرف مائل کر دیا اگر حضرت مسیح موعودؑ سچ مچ خدا کے فرستادہ نہ تھے ہو اگر ان کے دعاوی معاذ اللہ کسی افترا یا دنیاوی غرض پر مبنی ہوتے تو پھر کیا ممکن تھا کہ آپ کو ایسی نایاب کامیابی نصیب ہوتی ؟

اب پھر ہم عمر کے سوال کو لیتے ہیں - اوپر ہم بتا آئے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں ایسے امور پر مشتمل تھیں جن کے پورا ہونے کے لیئے ایک لمبا زمانہ درکار تھا - اس لیئے یہ ضرور تھا کہ اپنی کامیابی کا زمانہ دیکھنے کے لیئے حضرت ممدوحؑ کو بھی ایک لمبا عرصہ ملتا - اسکے علاوہ اوپر ہم ایک الہام بھی حضرت ممدوحؑ کا نقل کر آئے ہیں - جس کے ذریعہ سے خدا نے انہیں بتایا تھا کہ میں تیرے کام اور تیری عمر میں برکت دوں گا - جس سے معلوم ہوتا تھا - کہ اُن کی زندگی کو اُسوقت تک ہر قسم کے خطرے سے محفوظ رکھا جاویگا - جب تک خداوند تعالیٰ کے یہ وعدے پورے نہ ہو لیں - اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ خدا نے صرف اسی پر اکتفا کیا - اس نے پھر نہایت شفقت سے حضرت مسیح موعودؑ سے انکی وفات سے تیس سال پہلے کلام کی - اور فرمایا " ثمانین حولاً او قریباً من ذٰلك " میرے پیارے تم ذرا بھی خیال نہ کرو کہ یہ باتیں کس طرح سے پوری ہونگی - اور پھر تم کس طرح اپنی کامیابی کا زمانہ پا سکوگے - تم اسّی سال کی عمر تک جیوگے یا اگر پورے اسّی سال کی عمر نہ پاؤگے تو پھر اسکے قریب کا کوئی زمانہ سمجھ لو - تمھاری عمر اسّی سال کی ہوگی یا قریباً اسّی سال کی - " قریباً " ایک ایسا لفظ تھا - جو تشریح طلب تھا - اس لیئے حضرت مسیح موعودؑ نے خود اس لفظ کی تشریح ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷ پر فرمادی - یہ ضمیمہ ۱۳۲۳ھ ہجری مطابق ۱۹۰۵ء عیسوی میں حوالۂ قلم ہوا تھا - اس ضمیمہ کے صفحہ ۹۷ پر وہ اسطرح رقمطراز ہیں :-

" اب میری عمر ستر برس کے قریب ہے اور تیس برس کی مدت گذر گئی کہ خدا تعالیٰ

نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسّی برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم"

ذرا آگے چلکر اُسی صفحہ پر وہ یوں تحریر فرماتے ہیں:-

"اور نہ خدائے تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ میری عمر اسّی سال سے ضرور زیادہ ہو جائیگی بلکہ اس بارے میں جو فقرہ وحی الٰہی میں درج ہے اس میں مخفی طور پر ایک امید دلائی گئی ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو اسّی برس سے بھی عمر کچھ زیادہ ہو سکتی ہے اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدے کے متعلق ہیں وہ تو چہتّر اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں"

اب حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ۱۳۲۶ھ ہجری یعنی ۱۹۰۸ء میں ہو گیا - اور ہم نہایت عمدگی سے اس حقیقت کو پایۂ ثبوت تک پہنچا سکتے ہیں کہ حضرت ممدوح ایسی عمر میں فوت ہوئے جو کسی طرح ۷۴ سال سے کم نہ تھی - جن دنوں میں وہ پیدا ہوئے تھے - اُسوقت تاریخہائے ولادت کی یادداشتیں رکھنے کا رواج نہ تھا - اس لئے ہم نہیں جانتے کہ انکی تاریخ ولادت ٹھیک ٹھیک کیا ہے - تاہم جس قدر ہم جانتے ہیں اس سے اُس وحی کی سچائی پر کافی طور پر روشنی پڑتی ہے جو آپ کی عمر کے بارے میں ہے - ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷ میں سے جن الفاظ کا حوالہ ہم نے اوپر دیا ہے - اُن سے صاف ظاہر ہے کہ ضمیمہ مذکورہ کی تحریر کے وقت آپکے اپنے الفاظ کے بموجب آپ کی عمر ستر سال کی تھی ضمیمہ مذکور میں ان اعتراضات کے جوابات دیئے ہوئے ہیں جو ۲۲ - مئی ۱۹۰۵ء کی روزانہ پیسہ اخبار لاہور میں چھپے تھے -

پھر ضمیمہ مذکور کے صفحہ ۱۴۷ پر ہم یہ لکھا پاتے ہیں:-

"چودھویں صدی سے بھی بائیس برس گذر گئے"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضمیمہ مذکور ۱۳۲۲ھ میں لکھا گیا تھا - چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ۱۳۲۶ھ میں واقع ہوئی - اور چونکہ تحریر ضمیمہ کے وقت آپ کی عمر ۷۰ سال کی تھی اس لئے آپ کے وصال کے وقت آپ کی عمر ۷۴ سال کی ہوگئی - کیونکہ جب آپ نے

فرمایا تھا۔ کہ اب میری عمر ستر برس کی ہے۔ تو اُسوقت وہ اپنی عمر شمسی سالوں کے حساب سے بتا رہے تھے کیونکہ ہندوستان میں عمر کا حساب شمسی سالوں ہی میں ہوتا ہے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کی کلام میں سالوں کا حساب عموماً قمری مہینوں کے اندازہ سے ہوتا ہے اور چونکہ قمری سال شمسی سال سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس لیئے اگر ہم ابتدا سے آپ کی عمر کو قمری مہینوں کے حساب سے شمار کریں تو وہ کسی طرح ۷۴ سال سے کم نہیں نکلتی بلکہ ۷۴ سال سے کچھ زیادہ نکلے گی۔

اس جگہ ہم ایک اور شہادت پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی لفظ بہ لفظ پوری ہوگئی۔ مولوی سراج الدین احمد سابق ایڈیٹر زمیندار حضرت مسیح موعودؑ کے پیرو نہ تھے وہ اپنی اخبار مورخہ ۲۸۔ مئی ۱۹۰۸ء میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر اس مضمون کا ایک نوٹ لکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء میں سیالکوٹ میں ایک منشی تھے اور اسوقت آپ کی عمر قریباً ۲۲-۲۴ سال کی تھی۔ اور ہم اپنے ذاتی علم اور تجربہ کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ اپنی جوانی کے دنوں میں بھی وہ نہایت نیک۔ متقی اور پرہیز گار تھے۔ اور اپنا سارا فرصت کا وقت مذہب کے مطالعہ میں خرچ کیا کرتے تھے۔

اس شہادت کے رُو سے اگر ہم سمجھ لیں کہ ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء میں آپ کی عمر ۲۴ سال کی تھی۔ تو ۱۹۰۸ء میں تقریباً ۷۲ سال کی عمر ہونی چاہیئے۔ مگر شمسی ۷۲ سال قمری ۷۴ سالوں کے برابر یا اس سے کسیقدر زیادہ ہوتے ہیں۔ اسطرح پر ان کی عمر ۷۴ سال کی ثابت ہوگئی۔

اب ہم ایک اور شہادت پیش کرتے ہیں۔ یہ شہادت نہایت قابل غور ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسے شخص کی قلم سے نکلی ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کا سخت مخالف ہے۔ اور جو ان چند اشخاص میں سے ایک ہے جنہوں نے حضرت ممدوحؑ کی کامیابیوں کے راستے میں روڑا اٹکانے کے لیئے اپنا لہو پانی ایک کر دیا۔ وہ اقرار کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی جو آپ نے اپنی موت کے بارے میں کی تھی سچی نکلی۔ چنانچہ وہ رسالہ اہل حدیث مورخہ ۳۔ مئی ۱۹۰۸ء

میں لکھتا ہے:۔

"اس امر کا فیصلہ کہ اسکے تمام مخالف اسکی زندگی ہی میں مر جاوینگے مرزانے خود اپنے رسالہ موسومہ الوصیت میں کر دیا ہوُا ہے۔ کیونکہ اس کے اندر وہ لکھتا ہے۔ کہ اس کی عمر اسّی سال ہوگی یا اس سے کچھ کم یا زیادہ۔ اور اتنی عمر تو وہ تقریباً پوری کر ہی چکا ہوُا ہے"

اس شہادت کی موجودگی میں ہم کوئی ضرورت نہیں دیکھتے کہ کوئی مزید ثبوت پیش کیا جاوے جس سے اس امر کے اظہار میں مدد ہو کہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ کیونکہ ہم ایسے آدمی کی شہادت پیش کر چکے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کا سخت سے سخت مخالف ہے۔ جو بذات خاص حضرت مسیح موعودؑ کو جانتا ہے۔ اور جو حضرت موصوفؑ کی وفات سے پورا ایک سال پہلے اپنی شہادت قلمبند کر چکا ہے کہ مرزا اُتنی عمر تو قریباً پوری کر ہی چکا ہے جتنی عمر کا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ کلام خدا میں اسکے لیئے مقرر ہو چکی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے الہام کی بنا پر بہت مدت پہلے بتایا تھا۔ کہ وہ قریباً اسّی سال تک زندہ رہیں گے۔ اور آپ کی وفات سے ایک سال پہلے آپ کا ایک نہایت ہی سخت مخالف تسلیم کرتا ہے کہ حضرت ممدوحؑ کی عمر اس حد تک تو تقریباً پہنچ ہی چکی ہے۔ کیا باوجود اس شہادت کے بھی اس پیشگوئی کے پورا ہو جانے میں کوئی اشتباہ باقی ہے؟

پیارے ناظرین۔ کیا یہ سوچنے اور خوب غور اور تدبر کرنے کا موقع نہیں ہے۔ دیکھیئے ایک انسان ہے ہاں ایک فانی انسان جسکی زندگی ایک حباب کی طرح بے ثبات ہے دم آیا تو آیا نہ آیا تو نہ سہی وہ اپنی موت سے تیس اکتیس سال پہلے ایک پیشگوئی کرتا ہے۔ اور بڑی تحدی سے بیان کرتا ہے۔ کہ میں کم از کم چھتّر سال کی عمر پاؤنگا۔ اور کسی حالت میں میری عمر اس سے کم نہیں رہ سکتی۔ اور پھر جس طرح وہ کہتا ہے اسی طرح حرف بحرف پورا بھی ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اسکے دعاوی ایک عالم میں کھلبلی مچا کر ایک طوفان بے تمیزی پیدا کر دیتے اور ہر طرف سے اسکے دشمن اور مخالف پیدا کر دیتے ہیں۔ اور پھر دشمن ہر رنگ میں کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اس سے نجات حاصل ہو۔ حکومت کو اسکے برخلاف بھڑکایا جاتا ہے۔ اسپر مقدمات بنائے جاتے ہیں۔ اور اس کی بربادی اور ناکامی کے لیئے ہر ممکن

ممکن تدبیر اور مکر سے کام لیا جاتا ہے۔ مگر خدا اسکو ہر ایک حملے سے بچاتا ہے یہاں تک کہ وہ نہایت عمدگی اور کامیابی سے موعودہ میعاد کو پورا کر لیتا ہے۔ پیارے ناظرین۔ کیا کسی انسان کو طاقت ہے کہ وہ کوئی ایسی پیشگوئی بغیر مدد و القائے الٰہی کے کر سکے اور پھر ایک ایک لفظ پورا بھی کر دکھائے۔ ہاں غور کریں۔ کہ دشمن تو یہ چاہتا ہے۔ اور دانت پیس رہا ہے کہ کسی طرح اس کا خاتمہ ہو اور ہماری جان سستی چھوٹے اور آئے دن کی ناکامیوں اور ذلتوں سے ہم کو بریت ہو۔ اور پھر وہ دیوانہ وار اسپر حملہ آور ہوتا ہے۔ اور ہزاروں دفعہ اپنے مکر اور فریب کے زہر آلودہ برچھے سے اسپر وار کرنے سے نہیں چوکتا۔ مگر خدا کے فرشتے ہیں کہ ہر وقت اسکی حفاظت میں لگے ہیں اور اپنے مولیٰ کے پیامبر کو ہر ایک مصیبت اور ابتلاء سے بچانے میں مصروف رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ خدا کی بات پوری ہو جاتی ہے۔ کیا انسانی حیرت اور استعجاب کی مواقدرت کے لیئے اس سے بڑھکر کوئی عجیب و غریب بات پیش کیجا سکتی ہے۔ جو ہر بڑے سے بڑے خطرے کا مقابلہ کرنے کے بعد یوں حیرت انگیز طرز میں پوری ہوئی ہو؟

خیر جیسی یہ حیرت انگیز پیشگوئی تھی۔ اسی طرح خارقِ عادت طور پر یہ پوری بھی ہو گئی۔ مگر اسکے علاوہ ایک اور بھی بات ہے۔ جو اس پیشگوئی کے حسن اور اس کی قدر و قیمت کو اور بھی دوبالا کر دیتی ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ جوں جوں وہ زمانہ نزدیک آتا جاتا۔ جب اس دنیا سے انقطاع ہو کر حضرت احمد کا اپنے رفیق اعلیٰ سے توصّل ہونا تھا۔ خداوند تعالیٰ کی تازہ وحی متواتر اسکو بتاتی رہی۔ کہ اب تیرے دن قریب ہیں اور تیرے کوچ کا وقت آ گیا ہے۔ چنانچہ اپریل ۱۹۰۵ء میں اُنہوں نے رسالہ الوصیۃ لکھا۔ جسمیں وہ اپنی رحلت کے متعلق بہ الفاظ ذیل خبر دیتے ہیں:۔

”چونکہ خدائے عزّوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے۔ کہ میرا زمانۂ وفات نزدیک ہے۔ اور اس بارے میں اس کی وحی اسقدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔ اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا اسلیئے مَیں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لیئے جو میرے کلام سے فائدہ اُٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں“۔

اس کے بعد وہ اُسی رسالہ الوصیت میں چند الہام تحریر فرماتے ہیں۔ جن میں اُنکی رحلت کے وقت کے قریب ہونے کا ذکر ہے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں:۔
"تیری اجل قریب آگئی ہے" .... "تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے" .... "بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس دن سب پر اداسی چھا جاویگی" جاء وقتك نموت و انا راض منك۔ تیرا وقت آگیا اور تو اس حالت میں فوت ہوگا کہ میں تجھ سے راضی ہونگا۔

ہم یہاں کس کس وحی۔ رؤیا اور کشف کا ذکر کریں۔ اس واقعہ کی پیش از وقت خبر دینے کے لیئے اِس قدر تواتر سے وحی ہوئی۔ کہ اگر صرف ان الہامات اور کشوف کا اس جگہ ذکر کیا جاوے جن میں اُن کی موت کی خبر ہے تو صرف ایسے الہامات اور کشوف ہی سے ایک خاصہ رسالہ طیار ہو سکتا ہے۔ بہرحال یہاں ہم چند ایسی باتوں کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں جن سے نہ صرف حضرت مسیح موعودؑ کی موت کے وقت کی حقیقت کھلتی ہے۔ بلکہ کئی ایک ایسے امور کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے مثلاً اُنکی جائے موت کا تعین اور دیگر حالات متعلقہ کا انکشاف کہ بات نہایت صاف ہو جاتی ہے۔

۱۔ بتاریخ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء حضرت مسیح موعودؑ کو ایک رؤیا دکھلایا گیا۔ کہ ایک پانی کا برتن ہے۔ جس میں صرف دو تین گھونٹ پانی کے ... ... باقی ہیں۔ پھر اس کی تفہیم آپ کو یوں ہوئی کہ دو تین جرعہ جو پانی کے آپ کو دکھلائے گئے۔ اس سے مراد آپ کی زندگی ہے۔ سو ہو بہو اُسی طرح ہوا جس طرح انہوں نے دیکھا تھا۔ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کا یہ رؤیا تھا۔ ٹھیک ۲ سال ۷ ماہ اور ۸ دن کے بعد ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ کا وصال ہو گیا۔

۲۔ "اُن کی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں" یہ الہام ۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو ہوا۔ دیکھو ریویو بابت مارچ ۱۹۰۷ء۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ان کی لاش ہو بہو اسی طرح جس طرح انہوں نے خدا سے علم پاکر بتایا تھا۔ لاہور سے قادیان کو کفن میں لپیٹ کر لائی گئی۔ اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ اور اسکے فرستادہ کی بات پوری ہو گئی۔

۳۔ پھر اللہ تعالیٰ کی وحی نے صاف طور سے بتایا کہ تیری وفات قادیان سے باہر ہوگی۔

چنانچہ فرمایا ایک جنازہ آتا ہے۔ (دیکھو الحکم ۱۰۔ مارچ ۱۹۰۸ء) پھر یہی الہام دوبارہ ۱۹۰۸ء میں ہوا۔

۴۔ ۳۰۔ فروری ۱۹۰۷ء کو یہ الہام ہوا۔ "افسوسناک خبر آئی" اس الہام پر حضورؑ کے ذہن کا انتقال لاہور کی جماعت کے بعض اصحاب کی طرف ہوا۔ چنانچہ مطابق الفاظ وحی کے حضورؑ کے انتقال پر لاہور سے قادیان کو اس واقعہ ہائلہ کی خبر دی گئی۔

۵۔ الہام ہوا۔ والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ و للاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ ہم قسم کھاتے ہیں وقت چاشت کی اور رات کی جب ڈھانپ لیوے کل چیزوں کو۔ تیرے پروردگار نے تجھے چھوڑ نہیں دیا اور نہ تجھ سے ناخوش ہوا ہے۔ اور البتہ آخرت کا گھر تیرے لیئے اس دنیا کی نسبت بہت بہتر ہے (ریویو اپریل ۱۹۰۷ء)۔ دیکھو اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کا وقت بھی بتا دیا۔ چنانچہ چاشت کے وقت لاہور میں آپنے دارالآخرۃ کو اس دنیا سے سفر کیا اور رات کے وقت قادیان کی طرف لائے گئے۔ اور دشمنوں کے اس اعتراض کے جواب میں کہ بس اب یہ سلسلہ موقوف ہو جاویگا بشارت دی کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ میں آخرت کے سفر کی خبر دی گئی۔

۶۔ پھر ۲۔ دسمبر ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا کہ ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) اللہ خیر و ابقیٰ اسی دن الہام ہوا وقت رسید۔ چنانچہ ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں انتقال ہوا۔ اور ۲۷۔ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ کی لاش قادیان میں لائی گئی۔

۷۔ پھر ایک الہام میں جو ۲۔ مئی ۱۹۰۷ء کو ہوا۔ حضرت ام المومنین کو ہدایت تھی۔ کہ "وقت ہے تو بھاری ہیکن خدائی امتحان کو قبول کر"۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ حادثہ حضرت ام المومنین کی زندگی ہی میں ہوگا۔ اور عنقریب ہی واقع ہو جاویگا۔

۸۔ لاہور کو روانہ ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ کی وحی مندرجہ ذیل الفاظ میں نازل ہوئی "مباش ایمن از بازیٔ روزگار"۔ اور لاہور میں جا کر یہ مصرع الہام ہوا۔ مکن تکیہ بر عمر ناپائدار

Digitized by Khilafat Library

روانگی کے وقت ان الہامات کا نازل ہونا اس امر کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ یہ سفر آخری سفر کا ایک پیش خیمہ ہے اور مصرع اوّل الذکر میں آپ کا سال وفات بھی بتایا گیا کیونکہ اس مصرع کے اعداد ۱۳۲۶ بنتے ہیں اور آپ کا سن وفات بھی ۱۳۲۶ھ ہی تھا۔

۹-۷- مارچ ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا۔ "ماتم کدہ"۔ .... اور اس وحی کے قریباً دو ماہ بعد آپ کا گھر آپ کی وفات سے فی الواقعہ ماتم کدہ بن گیا۔

۱۰-۹- مئی ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا "الرحیل ثم الرحیل" پھر اسکے بعد الہام ہوا "موت قریب" جسکے یہ معنے ہیں کہ اب کوچ کا وقت آگیا ہے اور موت قریب ہے۔ چنانچہ اس وحی کے چند روز بعد ہی کوچ کا وقت آگیا۔ اور وہ سلامتی کا شہزادہ امن پسند صلح جو کامل انسان ہمیشہ کیواسطے داغ مفارقت دے گیا۔ اللّٰھم صل علے محمدٍ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واحبابہٖ وذریتہٖ وخلفائہٖ وبارك وسلم۔

باوجود اسکے کہ زمانۂ وفات کے قریب ہونے کی خبر متواتر وحیوں سے ملتی رہی۔ مگر پھر بھی جب حضرت حجۃ اللہ علی الارض خلیفۃ اللہ فی حلل الانبیاء حضرت احمد علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کے حسب وعدہ الٰہیہ متوفی ہوکر حیوٰۃ طیبہ سے رفیع المرتبہ ہونے کا وقت آیا تو بالکل اچانک ہی آگیا۔ جس مشن کے پورا کرنے اور جس عظیم الشان کام کے انصرام کے لیئے آپ کی بعثت ہوئی تھی۔ اسی کام میں وہ برابر اخیر وقت تک نہایت مستعدی سے مصروف رہے یہاں تک کہ بیماری کے شدید حملے نے عاجز کر دیا اور قریباً ۱۲ گھنٹے کی بیماری کے بعد آپؑ کا انتقال ہوگیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

بمقام لاہور آپ کا قیام قریباً ایک ماہ تک رہا۔ اور اس عرصے میں آپنے کئی تقریریں فرمائیں۔ ملنے والوں اور نئے نئے ملاقاتیوں کے ساتھ گفتگوئیں کیں۔ اور روزمرہ نمازوں میں شامل ہوتے رہے۔ اور ہر روز سیر کے واسطے جاتے رہے جس روز حضورؑ کا واقعہ وصال ہوا۔ اس سے ایک روز پہلے حضورؑ نے ایک رسالہ لکھا جس کا

نام پیغام صلح رکھا۔ یہ پیغام آپ نے اس غرض سے لکھا تھا۔ کہ لاہور ٹاؤن ہال میں مختلف مذاہب کے وکلاء کو ایک عام جلسہ میں مدعو کر کے سنایا جاوے۔ جب وہ یہ پیغام لکھ چکے تو شام کے وقت وہ سیر کے لیئے تشریف لے گئے۔ مگر واپسی پر ان کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ بیمار ہو گئے اور دوسرے دن قریباً ساڑھے دس بجے کے وقت راہی ملک بقاء ہوئے۔

انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

معزز ناظرین! کیا اب آپ ٹھنڈے دل سے مندرجہ بالا پیشگوئیوں پر غور فرماویں گے؟ اپنی وفات سے قریباً ۳۰ سال پہلے اللہ تعالیٰ کا ایک کلام نازل ہو کر آپ کو بتاتا ہے کہ آپ کی عمر کم از کم چوہتر سال کی ہو گی۔ اس سے کم کسی حالت میں نہیں ہو سکتی۔ پھر جوں جوں آپ کی موت کا وقت قریب آتا جاتا ہے۔ خدائے عزّ وجل کی متواتر وحی سے آپ کو خبر ملتی جاتی ہے۔ کہ آپ کا زمانۂ وفات نزدیک ہے اور اس قدر کثرت اور تواتر سے وحی ہوتی ہے کہ آپ کی ہستی بنیاد سے ہل جاتی ہے۔ اور آپ کو اس بات کے لیئے آمادہ کر دیتی ہے کہ وہ اپنے متبعین کے لیئے دستور العمل کے طور پر چند نصائح لکھ جاویں۔ پھر یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحی سے صرف موت کے وقت کی حقیقت کھلے بلکہ کئی ایسے ضروری امور کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے جن کے ماتحت موت نے واقع ہونا تھا۔ مثلاً

یہ کہ یہ موت قادیان سے باہر ہو گی اور آپ کی لاش کو کفن میں لپیٹ کر

۲۷ تاریخ کو (اس تعیین تاریخ پر غور کرو) قادیان میں لایا جاویگا۔ پھر یہ کہ

یہ حادثہ حضرت ام المومنین یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی زوجہ مکرمہ کی زندگی میں

واقع ہو گا۔ اور وہ دن دور نہیں ہے جب اس کا گھر ماتم کدہ بن جاوے گا۔ پھر لاہور روانہ ہونے کے وقت الہاماً جتایا جاتا ہے کہ تیرا وقت آ پہنچا۔ اور تیری وفات ۱۳۲۶ھ میں ہو رہے گی۔ پھر لاہور پہنچکر اس الہام کا پھر تکرار ہوتا ہے۔ اور جب زندگی میں چند دن باقی رہ جاتے ہیں تو "کوچ کوچ" کا حکم صادر ہوتا ہے۔ کیا ہمارے شریف دل ناظرین ان تمام باتوں پر غور فرماویں گے؟۔ کیا یہ کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ ایسے صریح الفاظ میں اپنی موت کے متعلق پیشگوئیاں کرے اور پھر کیا یہ اسکی طاقت میں ہے کہ وہ ان الفاظ کو بجنسہٖ

پورا بھی کر دکھائے۔ قطع نظر دوسری پیشگوئیوں کے کیا مذکورہ بالا پیشگوئیاں جو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی نبوت کے متعلق کیں آپ کے اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے کافی نہیں ہیں کہ وہ ایک نبی تھا؟

ان پیشگوئیوں سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کے ایک سچے نبی تھے۔ بلکہ اِن سے ہم یہ بھی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ زمانہ ماضی کے تمام انبیائؑ اللہ تعالےٰ کے سچے رسول تھے۔ کیوں؟ اسلیئے کہ اگر زمانۂ حال میں سچے نبی پیدا ہو سکتے ہیں۔ تو زمانۂ ماضی میں جبکہ ابتدائے آفرینش ہونے کے باعث الہام کی زیادہ تر ضرورت تھی بدرجۂ اولیٰ سچے نبی پیدا ہونے چاہیئے تھے زمانۂ حال میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور ہم نے اسکے دعوے کو ایک معروف معیار پر پرکھکر دیکھ لیا کہ سچا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ بغیر کسی برہانِ ساطعہ اور دلیلِ قاطعہ کے زمانہ گذشتہ کے کسی نبی کے دعویٰ کو ہم ردّ کر دیں۔ بلکہ ہمیں یقین کرنا پڑیگا۔ کہ انبیاء گذشتہ اپنے دعویٰ میں سچے تھے۔

دیکھو حضرت احمدؑ نے کہا۔ کہ میں نبی ہوں (اور نبی اور رسول ہونے کی حیثیت میں وہ لانفرق بین احد من رسلہ کے زمرہ میں شامل تھے) ہاں میں مستقل نبی نہیں ہوں۔ جسکے معنے صاحب شریعت نبی کے ہیں۔ میں کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔ بلکہ میں اپنے مطاع اپنے آقا حضرت محمد صلعم کی شریعت کا تابع ہوں۔ گویا میں ایک پہلو سے نبی ہوں اور ایک پہلو سے اُمتی مگر نبی کا نام پانے کے لیئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں دوسرے لوگ اس نام کے مستحق نہیں ہیں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اب جس نے حضرت احمدؑ کی نبوت کو پرکھ لیا۔ اُسے کب حضرت محمد صلعم کی نبوت پر ایمان لانے میں کوئی عذر ہو سکتا ہے؟ کیوں؟ اسلیئے کہ حضرت احمد خود فرماتے ہیں۔ کہ میں بھی اُسی سرکار کا ایک ادنیٰ غلام اور اس کی شریعت کا تابع ہوں۔ نبی کا نام خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک عزت کا خطاب ہے جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے حاصل ہوا تاکہ حضرت عیسیٰ سے تکمیل مشابہت ہو (براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ ۱۸۸)

مگر مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوئے ہے وہ ہرگز نہ کر سکتا

اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا ..... محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کا قائم مقام ہے لیکن شان میں ہزار ہا درجے بڑھکر۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھکر اور مثیل ابن مریمؑ ابن مریمؑ سے بڑھکر (کشتیٔ نوح)

پھر نہ صرف حضرت احمدؑ نے یہ کہا کہ مَیں نبی کریم صلعم کی شریعت کا تابع ہوں بلکہ وہ عمر بھر اپنی زبان اپنے دل اور اپنی قلم مبارک سے غرض ہر طرح سے کہ ان سے بن پڑا اسلام کی عظمت کا سکّہ لوگوں کے دلوں پر بٹھاتے رہے یہاں تک کہ تمام دیگر ادیان باطلہ پر اس دین کو ہر طرح سے غالب کر کے دکھا دیا اور اس امر کو اظہر من الشمس کر دیا کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے اور قرآن کریم ہی خدا کی آخری کتاب ہے اور نبی کریم صلعم ہی تمام دنیا کے لیئے قیامت تک نبی ہیں۔ آپ نے بتایا۔ کہ الہام کا دروازہ مسدود نہیں ہوا۔ وہ اسی طرح کھلا پڑا ہے جس طرح سے وہ ہمیشہ سے کھلا رہا ہے۔ اور خدا اب بھی اپنے پیارے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ جس طرح وہ زمانہ ماضی میں کرتا رہا ہے۔ لیکن مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف صرف ایسے لوگوں کو مل سکتا ہے۔ جو نعمتِ اسلام سے محروم نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اسلام کی سچائی کا مَیں ایک زندہ ثبوت ہوں۔ خدا سے تقرب اور اس سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف صرف قرآن کریم کی اتباع سے مجھے حاصل ہوا ہے۔ اور بجز اسکے کسی کو اس کا تقرب نہیں مل سکتا۔ رسول کریم صلعم خاتم الانبیاء تھے اور آنحضرت صلعم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ جب تک وہ اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر نہ رکھ لے۔ مجھے یہ نبوت محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس سرکار صلعم کی اتباع سے ملی ہے۔

ایک وحی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت احمدؑ کو قمر الانبیاء کے نام سے موسوم کیا۔ پھر اُسی وحی میں شمس الانبیاء کے نام سے یاد فرمایا۔ قمر الانبیاء وہ اس طرح پر تھے۔ کہ جیسے قمر یعنی چاند آفتاب سے اپنی ضیاء کے حاصل کرنے کا محتاج ہے۔ اسی طرح حضرت احمدؑ۔ سرتاج الانبیاء نبی کریم صلعم سے کسب ضیا کیا کرتے تھے۔ اور وہ شمس الانبیاء اسطرح پر تھے۔ کہ جسطرح سورج سے دوسرے تمام اجسام روشنی حاصل کرتے ہیں اسی طرح آپکے وجود سے دوسرے تمام انبیاء کی صداقت پر روشنی پڑی۔ اس مادی دنیا میں پہلے نبیوں کے وجود اور آنکے دعاوی

کے متعلق اسقدر کثرت سے اعتراض کیئے گئے تھے۔ کہ اگر حضرت احمدؑ نہ آئے ہوتے اور دلائل ساطعہ اور حجج قاطعہ سے اُن شبہات کا قلع قمع نہ کر دیتے۔ تو بہت سے لوگ گمراہ ہو جاتے اور آئندہ کے لیئے سلسلۂ ہدایت رُک جاتا۔ اُن کے معجزوں کا کھُلے طور سے انکار کیا جاتا تھا۔ اور اُن خارق عادت امور کا نام جو وہ اپنے اپنے دعاوی کے ثبوت میں دکھلاتے رہے خوش اعتقادی رکھا جاتا۔ خدا نے یہ دیکھا۔ اور اسکی غیرت نے قبول نہ کیا کہ یہ حال چندے اور رہے۔ اس لیئے اس نے فی الفور حضرت احمدؑ کو نبی بنا کر دنیا میں بھیجا۔ اور اُس کی سچائی کو زور آور حملوں۔ اور نہایت ہی زبردست نشانات سے ظاہر کیا۔ اس لیئے تاکہ دنیا کی آنکھ کردگار کے کاروبار اور اس کی قدرت کے رُخِ زیبا کے دیدار سے نامحرم نہ رہے۔ اور تاکہ اپنے زمانے کے رسول کی عظمت اور جلال اور کامیابیوں کو بے نقاب دیکھکر پہلے تمام انبیائؑ کی سچائی کا ایمان ان کے دل میں پیدا ہو۔

حضرت احمد دوسرے انبیائؑ کے لیئے کس طرح شمس کا کام دے سکتے تھے جب تک کہ انکی اپنی سچائی نصف النہار کی طرح نہ روشن ہو جاتی سو خدا نے انکی سچائی کے ظاہر کرنیکے لیئے عظیم الشان نشان دکھلائے اور سینکڑوں پیشگوئیوں سے ان کے دعاوی کی تصدیق کی یہانتک کہ انکی قبولیت کا آفتاب سمت الراس پر آگیا۔

دوسرے انبیائؑ کی صداقت اور اُن کی کارگذاریوں پر جو پردہ ڈالا گیا تھا اگرچہ اس پردہ کا اُٹھا دینا اور اُن انبیائؑ کی عظمت کا دوبارہ لوگوں کے دلوں پر بٹھا دینے کا کام کوئی چھوٹا سا کام نہ تھا۔ تاہم حضرت احمدؑ نے اس سے بھی بڑھکر ایک اور کام کیا۔ اور وہ یہ تھا۔ کہ خدائے عزوجل کے رُخِ مستور سے پردہ اُتار کر اُسکو اسکے عاشقانِ صادق کے لیئے بے نقاب کر دیا۔ اور اسکے جلال اور اس کی کبریائی کا اظہار ایسے رنگ میں کیا کہ خواص کیا عوام کو بھی نہایت صفائی سے اس کا درشن کرا دیا۔ نہ صرف انبیائؑ کا انکار کیا جاتا تھا۔ بلکہ خدا کے وجود کو بھی بہت سے لوگ تسلیم کرنے کو طیار نہ تھے۔ جو لوگ خدا کی ہستی پر ایمان بھی رکھتے تھے۔ ان کا بھی نام کا ایمان تھا۔ علی طور پر اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء قدرتوں پر کم ہی کسیکو ایمان تھا۔ القصہ خدا ایک کنز مخفیہ کی طرح تھا۔ اور ضرورت تھی کہ اس کا جلال دنیا میں ظاہر ہو۔ اسلیئے

اِس نے حضرت احمدؑ کو مبعوث کیا۔ اسکے مُنہ میں اپنا کلام ڈالا۔ اور اُس کے ذریعہ سالہا سال پہلے ایسے واقعات کا انکشاف کر دیا جن کا پورا ہونا بادی النظر میں بعید از عقل اور دُور از قیاس معلوم ہوتا تھا اور جو اپنی نوع اور اپنے رنگ میں نہایت ہی عجیب و غریب اور حیرت انگیز معلوم ہوتے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس نے خود اسکے ساتھ بے انتہا ایسے وعدے کیئے جو آئندہ کی طرف سے اسکو نہایت مطمئن کرنیوالے اور اسکی حیرت انگیز کامیابی اور شہرت پر دال تھے۔ جب وہ واقعات ظہور میں آ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدے لفظ بہ لفظ پورے ہو گئے تو پھر ان لوگوں پر جو بصیرت رکھتے اور ہر ایک امر میں عقل و شعور سے کام لیکر فکر و تدبر کرنے کے عادی ہیں اس بات کی حقیقت روشن ہو گئی کہ اللہ ہے۔ وہی قادر مقتدر ہے۔ وہ زمین و آسمان کی چھپی اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے۔ اس کا علم ہر ایک شے پر محیط ہے۔ اور کوئی چیز اسکی حکومت سے باہر نہیں۔ وہ زندہ ہے۔ اور بے زبان نہیں ہے۔ اس کی زندگی اور اسکے بے زبان نہ ہونیکا ثبوت یہ ہے کہ وہ اب بھی جس سے چاہے کلام کرتا ہے۔ وہ جس طرح چاہے دنیا کے امور کا انصرام کرتا ہے۔ جیسا کہ اس نے حضرت احمدؑ کی معرفت اپنی مرضی کو پورا کر کے دکھا دیا۔ اور ایسے امور کو جو دنیاوی نکتۂ خیال سے ناممکن معلوم ہوتے تھے ظاہر کر دیا۔ ایک بات کو تکمیل تک پہنچانے کے لیئے سیکڑوں اسباب کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر ان سیکڑوں ہزاروں پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لیئے جو پیشگوئی کرنے کے وقت ایک مادی دنیا کے پرستار انسان کو ایک پاگل اور دیوانے کی باتوں سے زیادہ باوقعت نہ معلوم ہوتی تھیں کس قدر اسباب کی ضرورت ہوئی ہوگی۔ مگر اللہ نے ان تمام اسباب کو پیدا کر کے دکھا دیا۔ کہ وہ جس طرح چاہے قضاء و قدر پر حکومت کرتا اور کر سکتا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ ایک بار نہایت پیار اور شفقت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت احمدؑ سے یوں خطاب کیا۔

"انت منی وانا منک"

اے میرے پیارے۔ میرے حبیب۔ "تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں"

"تو مجھ سے ہے" کے یہ معنے ہیں کہ مَیں ہی ہوں جس نے تجھے بھیجا تجھے نبی بنایا۔ تیری صداقت کو دنیا میں ظاہر کیا۔ تیری قبولیت لوگوں کے دلوں میں بٹھادی۔ اور تجھے خارق عادت طور پر کامیابی عطا کی۔ اور "مَیں تجھ سے ہوں" کے یہ معنے ہیں کہ تیری بدولت میرا رُخ مستور دنیا پر ظاہر ہوُا۔ تُو نے میری محبت لوگوں کے دلوں میں بٹھادی اور میرے لیئے ایک مخلص حنیف جماعت الگ کردی جو میری خوشنودی کے حصول کیلیئے ہر ایک کام میں اخلاص اور ایثار دکھاتی رہتی ہے۔ اور تُو نے ہی اُن تاریک خیالات اور بدظنیوں کا استیصال کردیا جو میری نسبت لوگ رکھتے تھے اور یقین کرچکے تھے کہ اب مَیں کلام کرنے اور اپنی زندگی کا ثبوت دینے سے عاری ہوگیا ہوں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے اس مسئلے پر خدا کے فضل اور محض اس کی غریب نوازی سے کافی روشنی ڈالدی ہے۔ اللہ ہی ہے جو اس مضمون کو نافع للناس بنائے۔

دعاء۔ اے ہادی۔ اے رہنما۔ اے مولیٰ کریم۔ تُو ہی دنیا کی بصیرت کی آنکھ کو تیز کردے تاکہ وہ مندرجہ بالا حقائق سے پورے طور سے فائدہ اُٹھا سکیں اور تُو ہی دہمی طور سے اُن کے دل کی آنکھوں کے سامنے اُس سچائی کو نہایت ہی جلّی اور روشن الفاظ میں لکھدے جس کے پیش کرنے کے لیئے تُو نے اس مادّی دنیا میں حضرت احمدؑ کو اپنا مرسل کرکے بھیجا۔ تاکہ وہ ہر ایک انسان کے لیئے ہر ایک لغزش اور ابتلا کے وقت ایک سچّے بدرقہ کا کام دیتی رہے۔ آمین

عاجز محمد طفیل احمدی عفی اللہ عنہ از بٹالہ

بائیبل میں سزائے موت

اگر مسیحی دنیا بائیبل پر عمل کرے تو اُس کو مندرجہ ذیل قصوروں کے لیئے موت کی سزا تجویز کرنی پڑے گی۔

اوّل۔ اتوار کے دن کام کرنے کے لیئے۔ کیونکہ خروج باب ۳۱ درس ۱۵

میں لکھا ہے :-

"چھ دن کام کرنا لیکن ساتواں دن آرام کے لیئے سبت ہے۔ وہ خداوند کے لیئے مقدس ہے۔ پس جو کوئی روز سبت کو کام کرے۔ وہ ضرور مار ڈالا جائے"۔

دوم۔ تبدیلیٔ مذہب اور دوسروں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کی کوشش کرنے کے لیئے کیونکہ کتاب استثناء باب ۱۳ ورس ۶-۹ میں لکھا ہے :-

"اگر تیرا بھائی جو تیری ماں کا بیٹا ہے یا تیرا ہی بیٹا یا بیٹی یا تیری ہمکنار جورو یا تیرا دوست جو تجھے تیری جان کے برابر عزیز ہو تجھے پوشیدہ میں پھسلاوے۔ اور کہے کہ آؤ غیر معبودوں کی بندگی کریں جن سے تو اور تیرے باپ دادے واقف نہیں تھے۔ یعنی اُن لوگوں کے معبودوں میں سے جو تمھارے گرداگرد تمھارے نزدیک یا تم سے دور زمین کے اِس سرے سے اُس سرے تک رہتے ہیں تو تو اُس سے موافق نہ ہونا اور نہ اُس کی بات سُننا تو اُسپر رحم کی نگاہ نہ رکھنا تو اُسکی رعایت نہ کرنا تو اُسے پوشیدہ نہ رکھنا بلکہ تو اُسکو ضرور قتل کرنا اُس کے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے اور بعد اُس کے سب قوم کے ہاتھ۔ اور تو اُسے سنگسار کرنا تاکہ وہ مر جائے"۔

سوم۔ خداوند کے نام پر کفر کہنے کے لیئے۔ کیونکہ کتاب احبار باب ۲۴ ورس ۱۶ میں لکھا ہے :-

"اور وہ جو خداوند کے نام پر کفر بکے گا جان سے مارا جائے گا۔ ساری جماعت اُسے سنگسار کرے گی خواہ وہ مسافر ہو خواہ دیسی ہو۔ جب اُس نے اُس نام پر کفر کہا تو وہ جان سے ضرور مارا جائے گا"۔

چہارم۔ والدین کی نافرمانی کے لیئے۔ کیونکہ کتاب استثناء باب ۲۱۔ ورس ۱۸-۲۱ میں لکھا ہے :-

"اگر کسی آدمی کا بیٹا گردنکش اور مگرا ہو جو اپنے باپ اور اپنی ماں کی آواز کو نہ سُنے اور وے ہر چند اُسے تنبیہ کریں پر وہ اُن پر کان نہ لگاوے تب اُس کا باپ اور اُسکی ماں اُسے پکڑیں اور باہر لیجا کر اُس شہر کے بزرگوں کے پاس اور اُس جگہ کے

دروازہ پر لائیں اور وے اُس کے بزرگوں سے عرض کریں کہ یہ ہمارا بیٹا گردنکش اور مگرا ہے۔ ہرگز ہماری بات نہیں مانتا۔ بڑا ہی کھاؤ اور متوالا ہے تو اُس کے شہر کے سب لوگ اُسپر پتھراؤ کریں کہ وہ مرجائے"

پنجم۔ آج کل مغربی ممالک میں مسیحیوں میں ایک گروہ پیدا ہوگیا ہے جو ارواح کے ساتھ تعلق رکھنے اور اُن سے غیب کی خبریں دریافت کرنے کے مدعی ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں بائیبل کا کیا فتویٰ ہے یہ امر بائیبل کے مندرجہ ذیل حوالجات سے واضح ہو جائے گا۔

"تم میں کوئی پایا نہ جائے جو اپنے بیٹے یا بیٹی کو آگ میں گذر کروائے یا غیب گو یا نجومی یا فال کھولنے والا یا ڈائن بنے۔ یا منتر پڑھنے والا نہ ہو نہ یاردیو سے سوال کرنیوالا۔ اور نہ رمال اور نہ ساحر ہو" (استثنا۔ باب ۱۸۔ ورس ۱۰-۱۱)

"اور وہ مرد یا عورت جس کا یاردیو ہے یا جادوگر ہو تو دونوں قتل کیئے جاویں چاہیئے کہ تم اُنپر پتھراؤ کرو۔ اُن کا خون اُنہیں پر ہووے" (احبار باب ۲۰۔ ورس ۲۷)

دشمنوں کے متعلق بائیبل کے احکام

مسیحی صاحبان قرآن شریف پر اعتراض کرتے ہیں کہ اُس میں جہاد کی تعلیم ہے۔ قرآن شریف میں جو تعلیم جہاد کے بارہ میں ہے اُس پر اس رسالہ میں پہلے کئی مرتبہ بحث ہو چکی ہے۔ لیکن اگر مسیحی صاحبان بائیبل کی تعلیم کو دیکھیں تو کبھی قرآن شریف پر اعتراض نہ کریں۔ گنتی باب ۳۳۔ ورس ۵۰۔ ۵۳ میں لکھا ہے:۔

"اور خداوند نے مواب کے میدانوں میں یردن کے کنارے یریحو کے مقابل موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو خطاب کر اور انہیں کہہ جب تم یردن سے پار ہو کے زمین کنعان میں داخل ہو تو تم ان سب کو جو اُس زمین کے باشندے ہیں اپنے سامنے سے بھگاؤ۔ اُنکی مورتیں فنا کردو۔ اور اُن کے ڈھالے ہوئے بتوں کو نابود کرو اور اُن کے سب اونچے مکانوں کو ڈھادو۔ اور اُن کو جو اس زمین کے

بسنے والے ہیں خارج کردو۔ اور وہاں بسو"

پھر استثناء باب ۷۔ ورس ۱۶ میں لکھا ہے:۔

"اور تو ان سب گروہوں کو جنہیں خداوند تیرا خدا تیرے حوالے کرے گا۔ نگل جائے گا اُن پر مطلق تیری شفقت کی نظر نہ ہوگی"

پھر گنتی باب ۳۱۔ ورس ۱۷ میں لکھا ہے:۔

"سو تم اُن بچوں کو جتنے لڑکے ہیں سب کو قتل کرو اور ہر ایک عورت کو جو مرد کی صحبت سے واقف تھیں جان سے مارو۔ لیکن وے لڑکیاں جو مرد کی صحبت سے واقف نہیں ہوئیں اُن کو اپنے لیئے زندہ رکھو"

اسلام کی ترقی ایک مسیحی کے الفاظ میں

مسٹر ایف۔ جی۔ کاسٹن۔ ایم۔ اے۔ بی سی۔ بی اے۔ نے اخبار ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ میں ایسے ممالک میں جو پہلے مسیحی تھے اسلام کے پھیلنے کی مختصر کیفیت بیان کی ہے۔ صاحب موصوف کی غرض تو صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسیحی مشنریوں میں اسلام کے برخلاف ایک جوش پیدا کرے۔ وہ اُنکو بتاتا ہے کہ دیکھو فلاں ملک سارے کا سارا مسیحی تھا اب اُسپر اسلام نے قبضہ کر لیا ہے اور بجائے مسیحیوں کے مسلمان اُس ملک میں آباد نظر آتے ہیں۔ اس قسم کا نقشہ مسیحی مشنریوں کے سامنے کھینچکر اُن کے جوش کو اُکسانا چاہتا ہے کہ وہ اسلام سے انتقام لیں۔ اسلام کی ترقی کو روکیں۔ اور نہ صرف اس امر کی کوشش کریں کہ اسلام دوسرے ممالک میں پھیلنے نہ پائے بلکہ اگر ہوسکے تو جن ممالک میں پہلے مسیحی مذہب تھا اور اب اسلام کا دَور دورہ ہے وہاں پھر مسیحی مذہب کو پھیلایا جاوے تا اُن ممالک کے لوگ جیسا پہلے مسیحی تھے اب پھر مسیحی دین کے پیرو ہو جاویں اور جو کچھ مسیحیت کے ہاتھ سے

نکل گیا ہے وہ مسیحی مشنریوں کی کوشش سے پھر مسیحیت کو مل جائے۔

صاحب موصوف لکھتے ہیں:-

"چرچ مشنری سوسائٹی نے اس امر کو ظاہر کیا ہے کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو مسیحیت کی جگہ لے سکتا ہے۔ یہی ایک مذہب ہے جو مسیحیت کی سچائی کا تفصیل وار انکار کرتا ہے۔ یہی ایک مذہب ہے جس نے گذشتہ زمانہ میں مسیحیت کو شکست فاش دی۔ یہی ایک مذہب ہے جو دنیا کے فتح کرنے میں مسیحیت کا زور سے مقابلہ کر رہا ہے۔ اور یہی ایک مذہب ہے جو دنیا کے کئی حصوں میں مسیحیت پر سبقت لے جا رہا ہے۔

"(حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے وقت جو ۶۳۲ء میں واقع ہوئی انکے پیرو زیادہ تر مدینہ اور اُس کے گرد و نواح تک ہی محدود تھے۔ سلطنتہائے ایران و شام کے زوال پر اپنے نبی کی وفات سے دو سال کے اندر مسلمانوں کو شمالی افریقہ کے فتح کرنے کا حوصلہ ہوا۔ اُنہوں نے مسیحیت کو شام سے نکالدیا اور ۶۴۰ء میں مصر کی مسیحی سلطنت ختم ہوگئی۔ جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ دو بڑے مسیحی فرقوں میں باہم قابلِ شرم عداوت تھی۔ آج جب ہم مقدونیہ میں سے گذرتے ہیں جہاں پولوس رسول کو مسیح کا اعلان کرنیکا حکم دیا گیا تھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُسی ملک میں اب (حضرت) محمدؐ کے شاگرد یہ اعلان کر رہے ہیں کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ قسطنطنیہ کے قدیمی مسیحی گرجا میں آج مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ افی سس۔ سارڈس۔ سمرنا۔ تھیاٹیرا۔ فیلاڈلفیا۔ پرگاموس اور لوڈیشیا کے گرجاؤں کے شمعدان اب نظر نہیں آتے۔ انطاکیہ کا شہر جہاں حواری سب سے پہلے مسیحی کہلائے آج ایک اسلامی شہر ہے۔ جلیل۔ سامریہ۔ یہودیہ میں اسلام کا غلبہ اور اسلام کی حکومت ہے اور جب ایک سیاح بیت اللحم میں سے گذرتا ہے تو وہ مسلمانوں کو ہمارے منجی کے مشن کا انکار کرتے ہوئے سُنتا ہے۔

مدن ۸۰۰ء تک شام۔ شمالی افریقہ اور ایشیائے کوچک ہیں مسیحیت کی جگہ

اسلام نے لے لی۔ اور جس علاقہ میں ایک وقت پولوس رسول مسیحیت کی منادی کرتا ہوا پھرا کرتا تھا اب اُس علاقہ پر (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیروؤں کا قبضہ ہوگیا۔ سائی پرین جو اُس حبشی کا مولد تھا جس نے ہمارے خداوند کی صلیب اُٹھانے میں امداد کی اب اسلامی مرکز ہوگیا۔ اور اسکندریہ جس میں سب سے بڑا مسیحی کتب خانہ تھا اور جو علم و فضل کا مقام تھا اب وہ اسلام کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ اُسوقت تک شمالی افریقہ مسیحی مذہب کا ایک مرکز رہا تھا کہتے ہیں کہ نئے عہد نامہ کا لاطینی ترجمہ افریقہ میں ہی ہوا تھا۔ ٹرٹولین جو سب سے قدیمی لاطینی مسیحی مصنف ہے وہ شہر کارتھیج (واقع افریقہ) میں ہی پیدا ہوا تھا۔ کارتھیج کے بشپ سائی پرین کو اس لیئے قتل کیا جانے کا حکم دیا گیا تھا کہ اُس نے رومی حاکم کے حکم پر قربانی کرنے سے انکار کیا تھا۔

اتھنے نے سی اس کی زندگی اور کام اسلیئے ہمیشہ کے لیئے یادگار رہیں گے کہ اُس نے اے ری آنزم کا نہایت ہی شاندار مقابلہ کیا (اے رین مسیحیوں کے ایک فرقہ کا نام ہے جو مسیح اور روح القدس کی اُلوہیت کا منکر تھا اس فرقہ کا بانی چوتھی صدی مسیحی میں گذرا ہے اور یہ فرقہ اپنے بانی کے نام سے مشہور ہوا) اور خداوند مسیح کی ازلی ابدی اُلوہیت کی بڑے زور سے حمایت کی۔ اسی طرح آگسٹن بشپ آف ہپو مسئلہ فضل کا بڑا حامی تھا۔ مگر مسیحیت کے یہ قدیمی مرکز ساتویں اور آٹھویں صدی میں اسلام کے سیلاب کے آگے بہ گئے۔ برقہ۔ طرابلس۔ ٹیونس۔ الجزائر۔ مراکش۔ یہ سب مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور نبی اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فوت ہوئے ابھی مشکل سے تیس برس ہی گذرے تھے کہ اکبر نے بحر اوقیانوس میں اپنا گھوڑا ڈالدیا یہ ظاہر کرنیکے لیئے کہ اسکے آگے بھی اگر کوئی ملک ہو تو وہ وہاں جانے کے لیئے بھی تیار ہے۔ عربوں نے سنہ ۶۳۲ء میں دیگر ممالک میں پھیلنا شروع کیا اور سنہ ۸۰۰ء تک آگے آگے بڑھتے گئے۔ اب وہ ملک جو فراعین مصر کے ماتحت تھا اُس کا ۹/۱۰ حصہ مذہب اسلام کا پیرو ہے۔ اور مصر کی سرحد سے لیکر بحر اوقیانوس کے کنارے تک تمام لوگ قریباً سب کے سب مسلمان ہیں۔

وہ بڑے بڑے مسیحی گرجے جو اِس حصہ زمین میں ایک زمانہ میں بڑے پُر رونق تھے اب اُن کے کھنڈرات نظر آتے ہیں اور بعض تو خاک سے مل گئے ہیں۔ اور ہلال کے سامنے صلیب نابود ہو گئی ہے۔

"ترکوں نے ۱۰۰۰ء میں بڑھنا شروع کیا اور ۱۲۸۰ء تک اُنکی ترقی جاری رہی۔ اس زمانہ میں۔ ترکستان۔ ہندوستان۔ چین اور بلقان کا بڑا حصہ مذہب اسلام میں داخل ہو گیا۔ گیارھویں اور بارھویں صدی مسیحی میں۔ اسلام آہستہ آہستہ افریقہ کے وسط تک پھیل گیا۔ اور صحرائے اعظم کے حبشیوں نے خوشی سے مذہب اسلام کو قبول کر لیا جسکے پیروؤں نے اسقدر فتوحات حاصل کی تھیں۔ ملک رُوم میں سے مسیحیت نے اپنا ڈیرہ اُٹھا لیا اور پندرھویں صدی کے وسط تک اسلام صحرائے افریقہ۔ مصر۔ ایشیائے کوچک۔ شام۔ عرب۔ ایران۔ ترکستان۔ افغانستان اور جزائر شرق الہند میں پھیل گیا۔"

مراسلت ؀

بخدمت ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مسیحی مشنری اسلامی ممالک میں مسیحیت کے ناکام رہنے کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ شریعت اسلام کے رُو سے مسیحی مذہب میں داخل ہونے سے ایک شخص کے بہت سے حقوق تلف ہو جاتے ہیں۔ اسلیئے لوگ مسیحیت کو قبول نہیں کرتے۔ اس اعتراض کو مدِ نظر رکھکر اگر انگلستان کی ایک قانونی کتاب کے مندرجہ ذیل اقتباس کو پڑھا جائے تو خالی از دلچسپی نہ ہو گا۔

"دفعہ ۹ و ۱۰ ولیم چہارم فصل ۳۰ کے رُو سے یہ قانون ہے کہ اگر کوئی شخص جس نے مسیحی مذہب میں تعلیم پائی ہو یا مسیحی مذہب کو اختیار کیا ہو بعد میں تحریر تعلیم یا تقریر کے ذریعہ یہ بیان کرے کہ ایک سے زیادہ خدا ہیں یا مسیحی مذہب کی سچّائی سے انکار کرے

؀ اصل چٹھی انگریزی میں ہے۔ جس قانون کا اس چٹھی میں ذکر ہے اب اس کے توڑنیوالے اس کثرت... سے [illegible] - ایڈیٹر

اور بائبیل کو خدا کی طرف سے نہ سمجھے۔ تو ایسا شخص اس جرم کے پہلی دفعہ ارتکاب کرنے پر کوئی عہدہ یا امانت نہیں رکھ سکے گا۔ اور اگر وہ دوسری دفعہ اس جرم کا مرتکب ثابت ہو تو وہ ہمیشہ کے لئے کسی پر نالش کرنے یا کسی عہدہ کے رکھنے یا کسی انعام کے پانے سے محروم کیا جائے گا۔ اور اسکے علاوہ تین سال تک قید اُٹھائے گا۔ اور فیصلہ کیا گیا ہے کہ یہ سب سزائیں ایک وقت میں جمع ہونگی۔ اور اس جرم کا مرتکب عام قانون کے ماتحت سزا پائے گا“

”کسی پر نالش کرنے سے محروم کیا جانا“ اسکے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہونگے کہ خواہ اُس کے مال کو لوٹ لیا جائے یا اُسپر حملہ کیا جاوے یا اُسکی ہتک عزت کی جاوے۔ اُسکو حق نہیں ہوگا کہ وہ کسی عدالت میں فریاد کر سکے۔

میں یہ بھی ظاہر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ ہندوستان میں اگر کوئی بدقسمت مسلمان مسیحی مذہب اختیار کر لے تو اُسکے وہ تمام حقوق اسلامی قانون کے ماتحت قائم رہتے ہیں جو مسلمان ہونے کی صورت میں اُسے حاصل تھے۔ لیکن جو ذمہ داریاں اسلامی قانون کے رُو سے ایک مسلمان کے ذمہ ہیں وہ اُن سب سے سبکدوش ہو جاتا ہے اسلئے ایک ایسا شخص جو اسلام کو چھوڑ کر مسیحی مذہب کو اختیار کرتا ہے وہ قانون مروجہ برٹش انڈیا کے رُو سے ایسے اشخاص کی نسبت بہت فائدہ میں رہتا ہے جو پیدائشی مسلمان یا پیدائشی مسیحی ہیں۔

مگر مسیحیوں کا یہ بیان کہ اسلامی ممالک میں مسیحیت کی ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ بعض اسلامی ریاستوں میں مسیحی مذہب اختیار کرنے سے بعض حقوق زائل ہو جاتے ہیں۔ ایک تسلی بخش وجہ نہیں ہے۔ کیونکہ اوّل تو اگر بعض ریاستوں میں ایسا ہوتا ہے تو یہ بالکل انصاف پر مبنی ہے کیونکہ اگر اُسکے بعض حقوق زائل ہو جاتے ہیں تو اُس کے مقابل میں اُسکی ذمہ واریاں بھی تو دُور جاتی ہیں۔ دوسرے اسکے مقابل میں اسلام کا حال دیکھو۔ ۱۹۰۵ء تک روس میں یونانی کلیسیا کے مذہب کے سوا کسی اور مذہب کا اختیار کرنا ایک قابل سزا جرم سمجھا جاتا تھا۔ اور ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ

روسی حکام کا ان سزاؤں کے جاری کرنے سے غرض بہت دور نہیں تھی۔ لیکن باوجود ان سزاؤں کے اسلام روس میں برابر ترقی کرتا گیا۔ اگر ایک مذہب کی بنا حق پر ہو تو ایذا رسانی سے وہ مذہب اپنے اتباع کی نظر میں اور بھی زیادہ عزیز ہو جاتا ہے۔ ظفر اللہ خاں۔ لنڈن

۱۲ جون ۱۹۱۴ء

سلسلۂ تبلیغ

ایک عرصہ تک دنیا امن وامان اور عیش وتنعم میں رہنے کی وجہ سے اس وحدہٗ لاشریک ہستی کو بھول گئی تھی۔ جس کے قبضۂ قدرت میں ہر ایک قسم کا آرام اور ہر ایک طرح کی آسائش ہے۔ یورپ مادیات کے گہوارہ میں پرورش پانے اور ہر ایک مذہبی اور دینی بات کو اپنے ایجاد کردہ فلسفوں کے تحت میں لانے کی وجہ سے ایک الگ راستہ پر جاپڑا تھا۔ مذہب کی طرف توجہ کرنا تضیع اوقات سمجھا جاتا تھا۔ اور دنیا کے نظام اور ترکیب کے قائم رکھنے والا صرف انسان ضعیف البنیان ہی خیال کیا جاتا تھا۔ اسی کے ہاتھ میں دنیا کے امن وامان کو قائم رکھنا تھا۔ اس کی طاقت میں دنیا کو مہذب اور معقول بنانا تھا۔ اور اسی کے اختیار میں دنیا کے شور وشر اور فتنہ وفساد کو فرو کرنا تھا۔ لیکن اسوقت تمام جہان کو ہلا دینے والے واقعات نے رونما ہو کر بتا دیا ہے۔ کہ کوئی انسانی کوشش۔ کوئی سوشلسٹ جماعت اور کوئی مہذب پارٹی اس واحد القہار خدا کے کاروبار میں دخل نہیں دے سکتی۔ اور اس بات کا ثبوت دیدیا ہے۔ کہ دنیا کے واقعات کسی مدبر کسی سیاست دان کے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ بلکہ ایک اور ہستی ہے۔ جس کا ہاتھ سب سے بلند اور سب سے زبردست ہے۔ اب وقت ہے۔ کہ اس قادر اور غالب ہستی کے آگے ہر ایک انسان نہایت عاجزی اور انکساری سے اپنا سر نیاز خم کرے۔ تاکہ اسکے گناہ اور معصیت معاف ہو کر اس پر خدائے تعالیٰ کے افضال نازل ہوں۔

آجکل جنگ کی متوحش اور ڈراونی خبریں سنکر ہر ایک انسان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں۔ ہر روز ہزاروں آدمیوں کی ہلاکت کے پیغام ہم تک پہنچتے ہیں۔ لیکن کیا کوئی انسان ہے۔ جو آج اس برگزیدۂ خدا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعودؑ کی فرمودہ باتوں پر غور اور فکر کی نظر ڈالے۔ جس نے کئی سال پہلے فرمایا تھا۔ کہ ؎ اک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد، جس سے گردش کھائینگے دیہات وشہر اور مرغزار

یہ سب کچھ قدرت کا ہاتھ دکھا رہا ہے۔ اور ہر ایک آنکھ رکھنے والا انسان دیکھ رہا ہے۔ اور کان رکھنے والا سُن رہا ہے۔ اور دماغ رکھنے والا سمجھ رہا ہے۔ لیکن لھم قلوبٌ لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اٰذان لا یسمعون بھا کے ماتحت بہت کم ایسے ہونگے۔ جو ان واقعات کو چشم عبرت سے دیکھکر فائدہ اُٹھائیں - بلکہ بہت لوگ ایسے ہیں۔ جو ہماری ان اخلاص بھری باتوں پر ہنسی اُڑاتے ہیں۔ اور طرح طرح سے اپنی بدظنی اور جہالت کا ثبوت دیتے ہیں۔ مگر ؎ خون سے مُردوں کے کوہستاں کے آبِ رواں ؛ سُرخ ہو جائینگے جیسے ہو شرابِ انجبار۔ کا کُھلا اور بیّن اشتہار آج کسی خاک اُڑانے والے کی خاک کو روشن اور منور سورج پر پڑنے نہیں دیتا۔ خدائے تعالیٰ اپنے نشانات اور براہین کو دنیا میں اسی لیئے ظاہر فرماتا ہے۔ تاکہ جو سعید اور پاک روحیں ہیں۔ وہ ان کو دیکھکر شقی اور ناپاک لوگوں سے علیحدہ ہو جائیں۔ اسلیئے ہمیں اُمید ہے۔ کہ ضرور اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے سے بھی کئی ایک لوگوں کو فائدہ پُہنچے گا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ کے مرسل اور مامور سے بُغض اور کینہ رکھنے والے لوگوں کے لیئے یہ نشان اور بھی ضلالت اور گمراہی کا باعث ہوگا۔ کیونکہ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ولھم عذاب الیم۔ بما کانوا یکذبون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اشتہار اس جنگ نے اکناف عالم میں پُہنچا دیا ہے۔ اسلیئے مبارک ہے۔ وہ انسان جو اس سے فائدہ حاصل کرے۔ اور اپنی عاقبت کو سنوارے۔

سیّد ولی اللہ شاہ صاحب کے ذریعے ملک شام میں ایک شخص مسمی سید محمّد علی بک بن سید عبد القادر نے جو کہ سلطان عبد الحمید خاں کے زمانہ میں سکولوں کا انسپکٹر تھا۔ بیعت کی ہے۔ اور ایک لمبا چوڑا خط حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں تشکر گذاری کا ارسال کیا ہے۔

ہندوستان اور پنجاب کے مختلف علاقوں میں مبلّغ بدستور کام کر رہے ہیں۔ خدائے تعالیٰ انکے کاموں میں برکت ڈالے۔ اور ہر وقت ان کا مددگار ہو۔ آمین

ماہوار رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت

ماہ اگست ۱۹۱۴ء

دفتر اشاعت اسلام :۔ اس ماہ میں خریداروں میں اضافہ کچھ نہیں ہُوا بلکہ دو خریدار انگریزی ریویو کے کم ہو گئے ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ اشاعت اسلام میں پوری پوری سعی فرماویں۔ خریدار بڑھانے کی کوشش کیجاوے۔

دفتر مقبرہ :۔ اس ماہ میں پانچ وصایا درج رجسٹر ہوئیں۔ اور اس مہینہ بڑی رقم جماعت منی پور آسام نے ایک ہزار روپیہ بابت وصیت ڈاکٹر دلیل الدین احمد صاحب مرحوم نومسلم عرف راما نند وصول کر کے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ [illegible] کی مختلف رقوم داخل خزانہ ہوئی ہیں۔

شفاخانہ :۔ کُل تعداد بیماران نئے پُرانے	۱۵۶۱
" بیماران نئے "	۱۰۰۳
اوسط روزانہ	۵۰،۳۵ ½
تعداد مائینر اپریشن	۱۲

دفتر محاسب :۔ اس ماہ میں کُل آمد مبلغ [illegible] ہوئی اور خرچ [illegible] رہے۔ اس مہینہ کی آمد بہ نسبت گذشتہ مہینوں کے بہت کم ہے۔ قوم کی توجہ اور ہمت درکار ہے۔ چندے ماہوار باقاعدہ آنے چاہیئیں۔

شیر علی
سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

ریویو

الندوہ: - علمی حلقہ میں یہ خبر خوشی سے سُنی جائے گی۔ کہ ندوۃ العلماء کا ماہواری رسالہ جو جنوری ۱۹۱۳ء سے کسی ناگوار واقعہ کے پیش آنے کی وجہ سے بند تھا۔ جاری ہوگیا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے اس کے دور جدید کا پہلا پرچہ جو کہ ماہ جولائی ۱۹۱۴ء کا ہے۔ رکھا ہے۔ جس سے اندازہ لگایا جاتا ہے۔ کہ یہ رسالہ علمی اور اسلامی تواریخی معلومات بہم پہنچانے کے مفید کام کو خوش اسلوبی سے انجام دیگا۔ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب سے ہم سفارش کرتے ہیں۔ کہ اس رسالہ کو خرید کر حظ اُٹھائیں۔ اور خط وکتابت مینیجر رسالہ الندوہ۔ دفتر ندوۃ العلماء لکھنؤ پر کریں ۳۲ صفحہ کا رسالہ قیمت سالانہ عہ/ ہے۔

اسوۂ حسنہ: - پبلک کے مذاق کو مدِ نظر رکھکر اکثر اہل قلم لوگوں نے کسی رسالہ یا اخبار کو شائع کر کے ملک کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اسی ذیل میں میرٹھ کا نوزائیدہ رسالہ اسوۂ حسنہ ہے۔ جو کہ ظاہری اور باطنی صفات کے لحاظ سے ایک قابل قدر رسالہ کہا جا سکتا ہے۔ اس کا پہلا نمبر اس وقت ہمارے سامنے ریویو کے لیئے موجود ہے۔ جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ رسالہ ایسے ہاتھوں میں ہے۔ جو کہ اس کے اہل ہیں۔ مضامین کی ترتیب اور پسندیدہ اختیار قابل تعریف ہے۔ شائقین کو اس رسالہ کی قدر کرنی چاہیئے۔ ۶۶ صفحہ حجم کے باوجود قیمت صرف قسم اول عہ/ اور قسم دوم عہ ہے۔ جو کہ ان اوصاف کے لحاظ سے واجبی اور مناسب ہے۔ مینیجر اسوہ حسنہ میرٹھ کے پتہ پر خط وکتابت ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کی عظیم الشان پیشگوئی

"دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا"

ہم گذشتہ اشاعت میں حضرت مسیح موعودؑ کی وہ زبردست پیشگوئی درج کر چکے ہیں جو براہین احمدیہ حصہ پنجم میں درج ہے اور جسمیں آپنے ہولناک نظاروں کا نظم میں خطرناک نقشہ کھینچا ہے۔ جو آجکل جنگ یورپ میں نظر آرہا ہے۔ اب ہم حضرت مسیح موعودؑ کی ایک اور پیشگوئی کو کتاب حقیقۃ الوحی سے نقل کرتے ہیں اور یہ پیشگوئی انگریزی میں اکتوبر ۱۹۰۶ء کے ریویو میں شائع ہو چکی ہے۔ اسکا ایک حصہ یورپ کے خطرناک زلزلوں کے ذریعہ پورا ہو چکا ہے جو اس پیشگوئی کے شائع ہونیکے بعد واقع ہوئے اور جنمیں سے بعض کی نسبت یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ نہ ایسا زلزلہ دنیا میں پہلے کبھی آیا ہے اور نہ اُمید ہے کہ ایسا زلزلہ پھر واقع ہو (دیکھو ریویو انگریزی و اُردو بابت جنوری ۱۹۰۹ء) باقی حصہ اب پورا ہو رہا ہے۔ وہ پیشگوئی حسب ذیل ہے:۔

"خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض انمیں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اسقدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُنمیں کبھی آبادی نہ تھی اور اُس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورتمیں پیدا ہونگی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُنکا پتہ نہیں ملیگا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونیوالا ہے اور بہتیرے نجات پائینگے اور بہتیرے ہلاک ہو جائینگے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے

دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدّت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور توبہ کرنیوالے امان پائینگے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائیگا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے مَیں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا اور اُسکی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا مگر اب ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ دن دُور نہیں مَینے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶-۲۵۷)

اسکے علاوہ حضرت صاحب کا ۱۱ مئی ۱۹۰۶ء کا الہام ہے "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں"

اور ایک الہام ۱۸ اپریل ۱۹۰۶ء کا ہے کہ "یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پڑے گی جو بہت سخت ہوگی۔" پس حق کے طالب ان پیشگوئیوں کو یاد رکھیں اور جو پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں انکو دیکھکر خدا کے مسیح پر ایمان لائیں اور اُس زندہ خدا پر ایمان لائیں جو ان زبردست نشانوں کے ذریعہ نہ صرف مسیح موعودؑ کی سچائی کا ثبوت دے رہا ہے بلکہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو از سرِ نو تازہ کر رہا ہے۔

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دفتر محاسب۔ بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

تعلیم — مدرسہ احمدیہ

فیس مدرسہ	چندہ	سرکاری گرانٹ	ارزانیہ	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان کل	عملہ	عملہ بورڈنگ	متفرق	ارزانیہ	[illegible]	میزان خرچ	بقایا	فیس بورڈنگ	چندہ	وظائف	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	وظائف	میزان	فاضل
[illegible] ۹/ پ	[illegible]	[illegible] ۱۳/۵ پ	[illegible] ۱۱/	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۷/۱ پ	[illegible] ۹/ پ	[illegible] ۷/۸ پ	[illegible]	[illegible] ۱۳/	[illegible] ۵/	[illegible] ۲/	[illegible]	[illegible] ۶/	[illegible] ۱/۸ پ	[illegible] ۱۲/	[illegible] ۱۴/	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۸/	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۹/ پ	[illegible] ۹/ پ	[illegible] ۶/

اشاعت اسلام — مساکین

اعانت	اردو	کتب	ترجمۃ القرآن	انگریزی	اخبارات	نصرت	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان کل	عملہ	اردو	نصرت	انگریزی	[illegible]	ترجمۃ القرآن	سفر	میزان خرچ	بقایا	چندہ	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان	خرچ	بقایا
[illegible] ۱۵/	[illegible] ۶/	[illegible] ۵/	[illegible]	[illegible] ۱۲/	[illegible]	[illegible] ۴/	[illegible] ۹/ پ	[illegible] ۱۱/	[illegible] ۲/۱ پ	[illegible] ۱۲/۵ پ	[illegible]	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۴/	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۷/	[illegible] ۱۵/	[illegible] ۳/ پ	[illegible] ۱۳/	[illegible] ۱۵/۵ پ	[illegible] ۱۱/	[illegible]	[illegible] ۱/	[illegible] ۱۱/۵ پ	[illegible] ۱۲/۱۶ پ	۰	[illegible] ۱۲/۱۱ پ

مقبرہ — بیت المال — مستقل فنڈ

حصہ جائداد	وصایا	چندہ اول	مصارف	[illegible]	متفرق	میزان	میزان کل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	باقی	[illegible]	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان کل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	فاضل	مستقل فنڈ
[illegible] ۵/	[illegible] ۲/	[illegible] ۱۲/	[illegible] ۷/	[illegible]	[illegible] ۸/	[illegible] ۴/	[illegible] ۶/۵ پ	[illegible] ۱۳/۱ پ	[illegible] ۴/	[illegible]	[illegible] ۴/	[illegible] ۹/۷ پ	[illegible] ۴/	[illegible] ۱۱/	[illegible] ۱/	[illegible] ۱۳/۵ پ	[illegible] ۱/۱۱ پ	[illegible] ۱۱/	[illegible]	[illegible] ۸/	[illegible] ۳/	[illegible] ۱۵/۵ پ	[illegible] ۲/

تعمیر — متفرقات

چندہ	متفرق	[illegible]	متفرق	میزان	فاضل سابقہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	عملہ	[illegible]	[illegible]	میزان	فاضل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	نائبہ	[illegible]	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible] ۷/	[illegible]	[illegible] ۱/	[illegible] ۹/	[illegible] ۳/۵ پ	[illegible] ۶/ پ	[illegible] ۷/	[illegible] ۵/	[illegible] ۷/	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۱۳/	[illegible] ۱۵/	[illegible] ۱/۲ پ	[illegible] ۲/	[illegible] ۱/	[illegible] ۳/۶ پ	[illegible] ۸/۶ پ	[illegible] ۱۵/۱ پ	[illegible] ۸	[illegible] ۱۳/	[illegible] ۱۳/	[illegible]	[illegible] ۶/	[illegible] ۹/

بقایا صیغہ جات یکم اگست سنہ ۱۹۱۴ء کو

تعلیم	۸ - ۱ -	۶۵۶۸
اشاعت	۵ - ۱۵ -	۲۰۵۴
مساکین	۱۱ - ۱۲ -	۱۹۰۳
زکوٰۃ	۰ - ۱۵ -	۴۳۲۱
بورڈران ہائی	۳ - ۱۴ -	۳۸۱۷
امانت بیرونی	۹ - ۱۲ -	۸۸۱
اندرونی	۶ - ۸ -	۲۸۱۷
مستقل فنڈ	۶ - ۲ -	۳۹۱۲
مقبرہ	۷ - ۹ -	۷۴
میزان	۷ - ۱۲ -	۲۵۳۵۲
منہائی فاضل	۱۱ - ۱۵ -	۲۰۳۰۳
باقی	۸ - ۱۲ -	۵۰۴۸
منہائی پیشگی	۹ - ۱۳ -	۴۴۸۸
باقی نزد امین	۱۱ - ۱۴ -	۵۵۹

تفصیل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۹ - ۶ -	۲۴۴۴
بیت المال	۵ - ۱۵ -	۷۳۳۰
تعمیر	۲ - ۹ -	۶۲۹۳
یتامیٰ	۲ - ۹ -	۱۹۹
بورڈران احمدیہ	۶ - ۴ -	۱۷۳
متفرقات	۱۱ - ۲ -	۳۸۶۲
میزان فاضل	۱۱ - ۱۵ -	۲۰۳۰۳

تفصیل پیشگی صیغہ جات

تعلیم	۹ - ۸ -	۱۵۶۴
بیت المال	۰ - ۰ -	۴۳۳
مقبرہ	۳ - ۵ -	۵۴۰
تعمیر	۹ - ۱۵ -	۶۰۵
مدرسہ احمدیہ	۰ - ۰ -	۶۰۰
اشاعت	۰ - ۰ -	۳۰۰
متفرقات	۰ - ۰ -	۴۴۵
میزان	۹ - ۱۳ -	۴۴۸۸

زکوٰۃ							یتامیٰ							اندرونی					امانت بیرونی
آمد	بقایا سابقہ	میزان	متفرق	انتظامی	میزان	باقی	ذخیرہ	خوراک	پوشش	اصلاح و درستی	وظائف	انتظامی	میزان خرچ	فاضل	آمد	بقایا سابقہ	میزان	خرچ	باقی	
۵/۰	۸/۵ پیسہ	۲/۱۴ پیسہ	۰۱۲/	۲/۸ پیسہ	۲/۱۵ پیسہ	۱۵/	۱۳/	۲/۹ پیسہ	۱۱/۱۱ پیسہ	۹/ پیسہ	۰۴/	۸/	۱۳/	۲/۹ پیسہ	۴/	۰۱۴/	۰۸/	۰	۰۸/	۰۱۲/

بورڈران ہائی									بورڈران احمدیہ							
آمد بورڈران	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان کل	عملہ و خرچ خانہ	متفرق اخراجات	میزان	بقایا	آمد بورڈران	بقایا سابقہ	میزان	خرچ خوردونوش	متفرق اخراجات	فیس	میزان	فاضل
۳/	۸/	۱۱/	۱/	۰۱۲/		۱۴/	۱۴/	۱۴/	۲/	۰۸/	۱۱/	۰۴/	۰۴/	۶/	۰۱۵/	۰۴/

محمد اشرف
ناظر

خلیفہ رشید الدین
محاسب

ضروری اعلان

ریویو کے گذشتہ فائل یوماً فیوماً ختم ہو رہی ہیں۔ اور بعض جلدیں تو بالکل ہی ختم ہو گئی ہیں مثلاً انگریزی ریویو کی جلد اوّل۔ دوم و پنجم۔ اور اردو ریویو کی جلد اوّل ختم ہو چکی ہے باقی موجودہ جلدوں میں سے بعض بالکل تھوڑی تعداد میں رہ گئی ہیں۔ مثلاً ریویو اردو جلد ۴ ۱۹۰۵ء عدد ۸۴ جلد ۸ ۱۹۰۹ء عدد ۴۲۔ جلد ۹ ۱۹۱۰ء عدد ۸۔ جلد ۱۰ ۱۹۱۱ء عدد ۱۶۔ ریویو انگریزی جلد ۳ ۱۹۰۴ء عدد ۵ جلد ۴ ۱۹۰۹ء عدد ۸۶۔ جلد ۹ ۱۹۱۰ء عدد ۴۔ جلد ۱۰ ۱۹۱۱ء عدد ۱۴۔

ان مذکورہ جلدوں میں بڑی بڑی ضروری قیمتی مضامین ہیں جو اسلام کے بڑے مسائل سمجھے جاتے ہیں جن پر ابتدا سے معاندان اسلام اعتراض کرتے آئے ہیں۔ اور انکا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ۱۹۰۸ء کی اردو و انگریزی جلدوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعض ایسے مضامین بھی ہیں۔ جو ابھی تک الگ رسالہ کی شکل میں شائع نہیں کیے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رؤیا و کشوف اور الہامات بھی ہیں۔ اسلیئے میں اسلام کے دلدادوں اور عاشقوں کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ قیمتی مضامین کا ذخیرہ جیسے تذکرۃ الشہادتین۔ کشتی نوح۔ نسیم دعوت ضرورت قرآن۔ اور حضرت اقدسؑ کی لائیف۔ عصمت انبیاء۔ صلوۃ خمسہ۔ تثلیث۔ اسلام اور نماز کی حقیقت وغیرہ پر حضرت اقدسؑ کے مضامین کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ نیز تعدد ازدواج۔ غلامی۔ پردہ الدجال۔ تناسخ وغیرہ وغیرہ ختم ہو رہی ہیں انکے ختم ہونے پر دوسرے اڈیشن کا احباب کو انتظار کرنا پڑیگا۔ جو بہت صرف سے دوسری بار چھپ سکیں گے۔ لہٰذا جن کے پاس یہ فائل نہیں وہ اس موقع کو غنیمت سمجھیں۔ فائدہ اٹھائیں یہ کمیاب جلدیں اور ان سالوں کے متفرق پرچے دگنی قیمت پر دفتر ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور سے نقد قیمت کے آنے پر یا بذریعہ وی۔ پی مل سکتے ہیں۔ باقی جلدیں معمولی قیمت پر مل سکیں گی۔ مگر اس سے زیادہ انہیں کوئی کسی قسم کی رعایت نہ ہو سکے گی۔ نہ گذشتہ جلدیں طلباء کی شرح پر مل سکتی ہیں۔

مینیجر ریویو قادیان

REG. NO. L. 303

Digitized by Khilafat Library

قیمت عہ؍ | **چھ مشہور دوایوں کا بکس** | قیمت عہ؍

آزمایش کیلئے — نمبر ۱۸ — آزمایش کیلئے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دوائیں گذشتہ ۳۰ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہوتی رہتی ہیں۔ اس لیئے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنیکی ضرورت نہیں ہے صرف نئے اصحاب کیلئے یہ مندرجہ ذیل چھ مشہور اور مجرب ادویات کا نمونہ بکس، بنا ہے جس میں اسقدر کافی ہر ایک ادویہ ہیں کہ آزمایش پورے طور سے ہو سکتی ہیں۔ یہ پیٹنٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں۔ جنکے ساتھ ان کے حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھر باریوں کیلیئے یا انمول ہے۔ اور مسافرت کی حالت میں بہت کام دیتی ہے۔ تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے۔ اپنی خواہ دوسروں کی تھوڑے ہی خرچ میں بہت بہتری ہو سکتی ہیں ہر ایک پوری شیشی کے دام الگ الگ ہیں :-

دواؤں کا نام

عرق کافور۔ ہیضہ اور گرمی کے دست کی ایک ہی دوا۔

دمہ کی دوا۔ دمہ کیسا ہی زور ہو فوراً دباتی ہے۔

کولا ٹانک ہر ایک کیلیئے طاقت بڑھانے کی دوا۔

مقوی باہ کی گولیاں۔ جیسا نام ویسا فائدہ۔

جلاب کی گولیاں شب کے سوتے وقت کھا لینے سے صبح کو خلاصہ اجابت ہوتی ہے۔

عرق پودینہ سبز۔ درد شکم و ریاحی درد کی دوا۔

پوری حالت فہرست بلاقیمت طلب کر کے دیکھیئے۔ ادویات ہر جگہ دوکانداروں یا دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں۔ ورنہ کارخانہ سے طلب کیجیئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ